

McGill University Library



3 102 885 985 B

ISLAMIC
BP173.75
T43
1900z

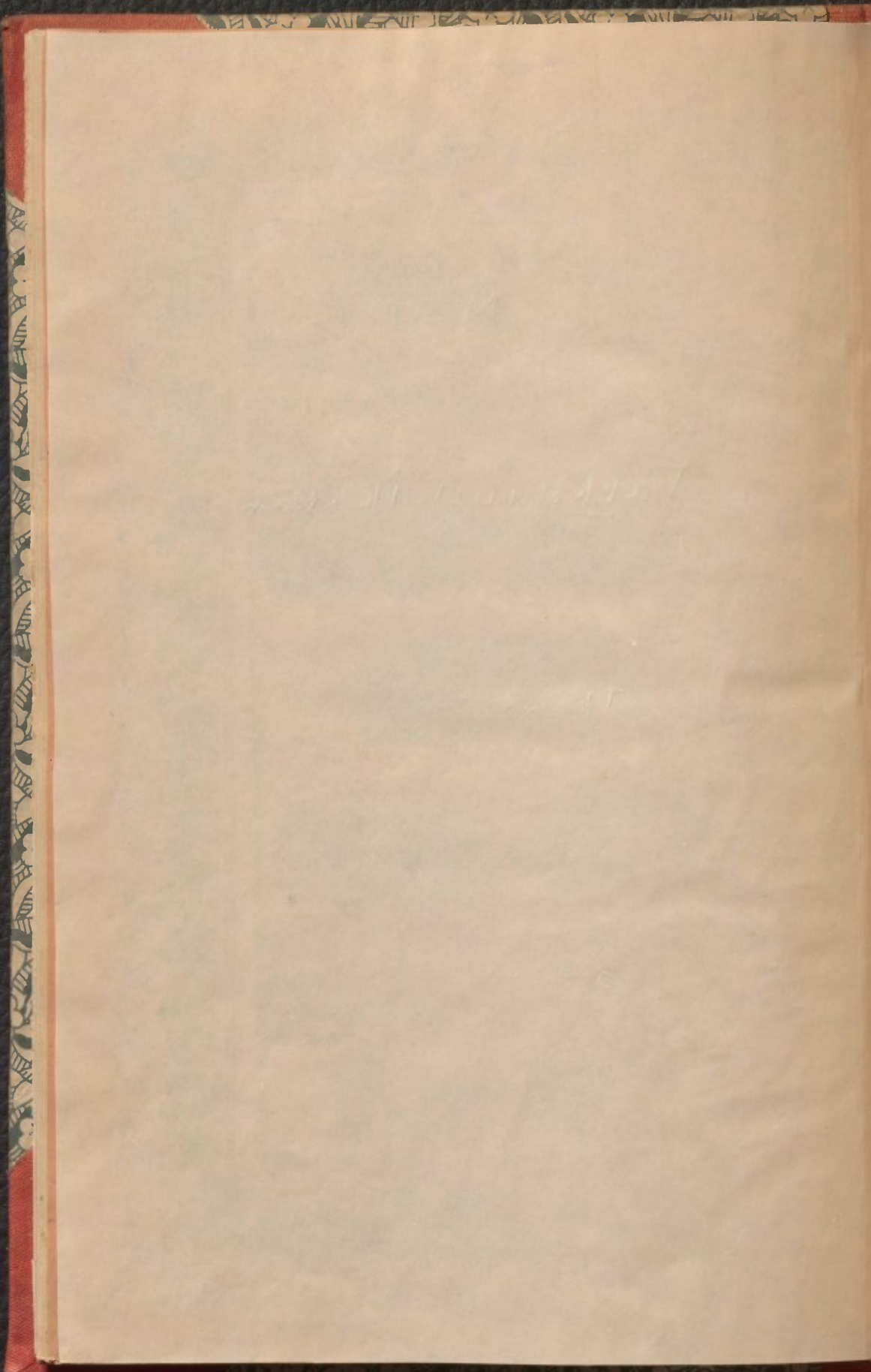
~~MGI~~ . T367tkh

INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES

45729

*

McGILL
UNIVERSITY



Takhdir u. o. - ich wam.

1

Thō rani

"

h
Juni 71

فہرست کلاں طلب کرنی پر ہفت نذر ہوگی

وَلَا تَكُن مِّنَ الْبَاطِلِ

اس آیت سے کلاں باطل یعنی غیر مشروع طریق سے آمدنی حاصل کرنی کی ممانعت فرمائی گئی ہے اس میں کی بعض صورتوں کا غیر مشروع ہونا چونکہ اکثر شخص تھا اس لیے پانچ کثیر الوقوع طریقوں کی انکشاف حقیقت و حکم کی عرض یہ پانچ رسالے یعنی

عَنْ أَوْلَادِهِمْ وَالْعَبْدَانِ وَالشُّوْءِ تَحْيِدُ الْأَخْوَانَ

وَالنَّفَقَةِ فِي الْحَاكِمِ وَالْمُؤْتَمِرِ

وَالنَّصْرِ فِي الْحَاكِمِ وَالنَّوْءِ فِي الْمُنَاكِحِ

جس میں سے پہلے میں ہندوستان میں سو ولین کی بحث اور دوسرے میں شہوتی حقیقت اور تیسری میں بھارتیہوں کے متعلق ضروری تحقیق اور چوتھی میں کلاں خوانی کی اجرت کا حکم اور پانچ میں بین بھارتیہ بعض مفاسد کا بیان۔ لکھے گئے اور چھٹے میں محمد رضا اللہ صاحب سے آگے

النَّطْبِ فِي نَوْبِ مَطْبَعِ كَلَايَا

پہلے سے پہلے میں ہندوستان میں سو ولین کی بحث اور دوسرے میں شہوتی حقیقت اور تیسری میں بھارتیہوں کے متعلق ضروری تحقیق اور چوتھی میں کلاں خوانی کی اجرت کا حکم اور پانچ میں بین بھارتیہ بعض مفاسد کا بیان۔ لکھے گئے اور چھٹے میں محمد رضا اللہ صاحب سے آگے

محمد انعام اللہ صاحب نے جو یہ پانچ رسالے لکھے ہیں ان کی اشاعت کی ذمہ داری محمد انعام اللہ صاحب نے سنبھالی ہے۔

قیمت پختہ - چہار آنہ (۱۲) - اعلان احقر سے حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب ظلم کی تمام تصانیف کا پتہ ۱۱

M G I

T 367 t 12

حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب حسینی ہمدانی قاضی مظہر کی تصانیف

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱	آشنائی سے دوستی	۱	اصلاح ترجمہ زراعت	۲	اشرف الموعظ حصہ اول	۱	اشرف الموعظ حصہ اول
۲	بہشتی راز و کھجور	۱	اصلاح ترجمہ نذر احمد	۳	اشرف الموعظ حصہ دوم	۱	اشرف الموعظ حصہ دوم
۱	سومالی قیمت	۲	اصلاح انجیل	۴	تکمیل الیقین کامل	۱	تکمیل الیقین کامل
۲	بہشتی گوہر اور عوامی صحیح	۲	اصلاح الزموم صحیح	۵	الافتقاد سنجتہ	۱	الافتقاد سنجتہ
۱	بھیا بولوں کا تشریح	۱	جموعہ سائل سفید	۱	جزء الاعمال صحیح	۱	جزء الاعمال صحیح
۱	اؤ کاغذ سفید چکنا چکنا	۱	جموعہ علاج النحی والوباء	۱	حقوق الاسلام صحیح	۱	حقوق الاسلام صحیح
۱	ہے اسکی قیمت	۱	فصل الخطاب	۱	لمالات امدادیہ	۱	لمالات امدادیہ
۱	انصاف بقضا کو	۱	تعلیم الطالب مید	۱	کرامات امدادیہ	۱	کرامات امدادیہ
۱	کاغذ زائے قیمت کا	۱	تعلیم الدین کامل	۱	مکتوبات امدادیہ	۱	مکتوبات امدادیہ
۱	مناجات قبول گامی	۱	آثار الزلزلہ	۱	کلمات امدادیہ	۱	کلمات امدادیہ
۱	انصاف کاغذ سفید	۱	الاستنبصا و استنبھا	۱	طریقہ مولود شریف	۱	طریقہ مولود شریف
۱	قصید السبیل	۱	آزاد السعیر کامل	۱	مواعظ اشرفیہ	۱	مواعظ اشرفیہ
۱	مختصر القرآن	۱	تکمیل منظوم حصہ اول	۱	سبق الغایات	۱	سبق الغایات
۱	نہایت کے بیان	۱	کلیہ منظوم حصہ دوم	۱	تخصیصات العشرہ	۱	تخصیصات العشرہ

۱۰۰ اعمال قرآنی قصہ سوم

ان کتابوں کے لئے کاغذ سفید۔ محمد لغام اشرفیہ پور محمد ٹیک پور مکان نمبر ۱۳

تخذیر الاخوان عن الربو انی الھندستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَلٰی مَا رَفَعْتَ الْاِجْتَابَ عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَصَلِّ عَلٰی نَبِيِّكَ
الَّذِي كَشَفْتَ الظَّلَامَ بِنُورِهِ النَّارِ وَوَعَلَىٰ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ الْمُتَوَرِّعِينَ عَنِ الرَّيْبِ وَالْاَنَامِ
اما بعد عرض کرتا ہوں عاجز گنہگار محمد اشرف علی عفا عنہ الغفار کہ میں نے جب دیکھا کہ ہندوستان
میں اکثر لوگ بنک سے سود کا لین دین کرتے ہیں اور کوئی امیر شاید ہی اس سے محفوظ ہو اور اکثر اسکو
حلال و مباح سمجھتے ہیں اسلامی خیر خواہی اسکی مقتضی ہوئی کہ اس باب میں دو چار ورق بطور استفتا
اگر لکھے جاویں تو امید ہادی برحق و شافی مطلق سے یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس بلا سے نجات ہو شاید میری
نجات آخر وہ کا یہی وسیلہ ہو جاوے یا اللہ اس تحریر میں توفیق کو میرا رفیق فرما اور خطا و لغزش سے بچا
اور سب لغزشوں سے درگزر فرما تو ہی عاجزوں کا دستگیر ہو اور بندوں کے حال پر خیر و بصیر ہو
وَهَا اَنَا اَشْرَعُ فِي الْمَقْصُودِ بِعَوْنِكَ يَا وَلِيَّ الْكُرْمِ وَالْجُودِ

سؤال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ ہندوستان کو دار الحرب سمجھ کر بنک سے بذریعہ برامیری
نوٹ یا ڈاکخانہ میں جمع کر کے یا کسی کارخانہ میں تعیین نفع کر کے سود لینا جائز سمجھتے ہیں اور بعض لوگ
ہندوؤں سے بھی اور بعض لوگ مسلمانوں سے بھی لینا اور بعض لوگ لینا دینا دونوں جائز سمجھتے ہیں
ان صورتوں میں لینا دینا جائز ہی یا نہیں بتیو اتوجروا۔

عہ ان سب صورتوں میں یہ نفع سود ہے برامیری نوٹ تو صرح قرض ہے اور ڈاکخانہ میں جمع کرنا بھی بوجہ اسکے کہ شرط صحتان
ہوتی ہے قرض ہے اور تعیین نفع سے بھی چونکہ شرائط مضاربت فوت ہو جاتے ہیں اس المال قرض ہو جاتا ہے ۱۲ مسئلہ

الجواب

اول اصل مسئلہ کی تحقیق ضروری ہے امام ابو حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دار الحرب میں کافر حربی سے اور جو حربی مسلمان ہو کر دار الحرب میں رہتا ہو اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کرے اُس سے سود لینا اسی طرح جمیع بیوع فاسدہ سے جس میں اُسکی رضا ہو اسکا مال لینا جائز ہے اور ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک حرام ہے اور دار الاسلام میں کسی سے لینا مطلقاً دار الحرب میں مسلم اصلی یا ذمی سے یا اُس حربی سے (جو اسلام لاکر ہجرت کے بعد دار الحرب کی طرف لوٹ گیا ہو) لینا کسی کو سود دینا بالاتفاق حرام ہے و لا یبایع کفری مسلم مستامن ولو یعقد فاسد او قمار مثلاً لان مالہ ثمہ مباح فیجوز بوضاۃ مطلقاً بلا غدار خلا فالثانی والثالثہ وحکم من اسلام فی دار الحرب ولم یہاجر کفری اور مختاراً حرباً الحربی عن المسلم الاصلی والذمی وکذا عن المسلم الحربی اذا ہاجر الیہا ثم عاد الیہم فانہ لیس للمسلم ان یرایہ معہ اتفاقاً قوله لان مالہ ثمہ مباح قال فی فتح القدر لا یخفی ان هذا التعلیل بما یقتضی حل مباشرة العقد اذا كانت الزیادۃ ینالہا المسلم الی آخر ما قال واطال اہ رد المحتار دلیل ائمہ ثلاثہ و ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کی اطلاق دلائل ہے من غیر فصل بین المسلم وغیرہ اور دلیل طرفین کی تین ہیں دو نقلی ایک عقلی دلیل اول قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لا یبایع بین المسلم والحربی فی دار الحرب ہذا ایہ دلیل ثانی قصہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشہور فقرہ فرماتے کا غلبہ روم پر کہ یہ بعینہ ہمارے ہی اہلکین حاشیہ تفسیر الجلالین ردی ان لما انزل اللہ ہذا الایۃ خرج ابو بکر یصیر لیظہرن الروم علی فارس بعد بضیع سنین فقال ابی بن خلف کذبت اجعل بیننا و بینک اجلا راہنک علیہ فراہنہ علی عشر قلائص من الابل وجعل الاجل ثلث سنین و فی روایۃ خمساً و فی اخرى ستاً فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لبضیع ما بین الثلث الی تسع فزایدہ فی الخطر وما دہ فی الاجل فجعلها مائۃ قلو ص الی تسع سنین فظہرت الروم علی فارس فی سنین فاخذہ ابو بکر من ورثۃ ابی بن خلف وكان قدامات وجاء بیا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصدق بآہ تیسری دلیل

۱۰ یعنی الم غلبت الروم الخ منہ وامت فیہم ۱۲ قلو ص بالغت شتر مادہ جران و شتر مادہ کہ بران سوار توان مشد و شتر مادہ دراز یا و دست ۱۲ مر اللہم اغفر لکاتبہ

یکہ مال اہل حرب کا مسلم ستائین کے لیے بوجہ غیر معصوم ہونے کے حلال ہو بشرطیکہ غدر نہ کرے لیکن یہ تینوں دلیلین محذوش ہیں **اما الاول** فلما فی تخریج الزبیدی بعد ذکر الحدیث المذكور۔ قلت غریب واستند البیهقی فی المعرفۃ فی کتاب السیر عن الشافعی قال قال ابو یوسف اما قال ابو حنیفہ رحمہما انہذا بعض المشیخۃ حدثننا عن مکحول عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا ربا بین اهل الحرب واطنہ قال واهل الاسلام قال لشافعی وھذا الیس بنابت ولا حجة فی انھی کلامہ **اما الثانی** فلما فی لکمالین بعد سوق الحدیث و ذکرہ المغوی والبضاوی واصلہ عند الترمذی وفيہ انہ کان ذلك قبل تحريم القمار وکذا ذکر الطحاوی فی شرح الاثار فلا یصح الاستدلال به علی جواز العقود الفاسدہ فی دار الحرب کما هو قول علماءنا انتہی اقول عبارۃ الترمذی ھلکذا واذلک قبل تحريم الرهان اہ علی انہ یمن ان یقال ان ھذا لم یکن فی الحقیقۃ قمارا لانہ هو الذی یكون الشرطیۃ من الجانبین اما اذا کان من جانب واحد فهو مباح وھم ہنا وان کان فی الظاہر من الجانبین لکن لما کان غلبۃ الروم اصرامیقنا باختیار اللہ تعالیٰ لم یبق الحظر وصار کان الشرط من جانب واحد وصارت ھذہ المراہنتہ فی قوۃ ان یقال اذا غلبت الروم علی فارس اعطى ابي ابابکر مائۃ قلوص ولا شئ علی ابی بکر **اما الثالث** فلان عدم العصمۃ مع الرضا انما یؤثر لو كانت الحرمة لحق العباد واذھی لحق الشرع فکیف ترتفع وان رضوا الف رضی ھذا اما عندی ویمکن ان یجاب عن **الاول** بان طعن الشافعی جرح مبہم واستدلال الامام الاعظم رحمہ تعالیٰ بتعدیل وتصحیحہ علی اقران المجتہد اذا استدلل بحدیث کان تصحیحہ الجرح وان کان مقدا علی التعدیل لکن اذا کان مفسرا واما اذا کان مبہما کما فی ما نحن فیہ فالتعدیل مقدم علیہ **وعز الثاني** اما **اولا** فبانہ ان سلم انہ کان قبل تحريم القمار لکن لا یلزم منہ لشمہ بل عدم التعارض **الحج** ان یقال باباحتہ مع اهل الحرب وبجرمتہ مع اهل الاسلام فلا تعارض فلا نسیم واما **ثانیا** فبانہ لو سلم التعارض فمع اباحتہ القمار لا اباحتہ اجد الربوا من اهل الحرب والكلام فیہ والجواب عن العلاوۃ انہ وان سلم عدم کونہ قمارا فی الحقیقۃ لکن العبرۃ لظاہر العقود وھو قمار فی الظاہر البتۃ ولذا یتحقق القمار لو کان الرهان فی فرسین یغلب

على لظن سبق احدهما ايضا وعن الثالث بان وان كان حرمة الربوا لحق الشرح
 لكنها لا تتجاوز الى اهل الحرب للنص الذي ذكرنا وحرمة ما لهم ان كانت كانت للغدرة
 واذ ليست فليست ولا يخفى ما في هذه الاجوبة ان تأملت دريت والعلم عند الله تعالى ثمرهنا
 شبهتان اخريان قويتان مستقلتان احدهما انه لا يجوز تخصيص الكتاب الذي دل على حرمة
 الربوا مطلقا بخبر الواحد الذي دل على حله مع اهل الحرب تأنيتهما ان الدليل لم يفرق بين
 الاخذ والاعطاء فاباحة احدهما وتخريم الاخر ترجيح بلا مرجح ودعوى بلا دليل ويمكن ان الة
 الاولى بان التخصيص بخبر الواحد انما لا يجوز ابتداء واما بعد التخصيص بقطعي فيجوز
 وههنا كذلك لان الدلائل التي دلت على عدم كون الكفار مخاطبين خصصت اية الربوا
 في حق اهل الحرب نصارت ظنية وحينئذ يجوز تخصيصها بالخبر المذكور وان احة الثانية
 بان اعطاء الربوا اهل الحرب نوع من الاحسان بهم لانه زيادة بلا عوض ونحن نهيئنا عنه
 بقوله تعالى انما يهتكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين واخرجوكم من دياركم وظاهروا
 على اخراجكم ان تولوهم الاية بخلاف الاخذ فهذا هو الفرق تاصل بويته الثاني والثلاثة
 قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله واذروا ما بقى من الربوا ان كنتم مؤمنين الاية
 اخبر ابو يعلى في مسنده وابن مندرة من طريق الكلبى عن ابى صالح عن ابن عباس رضي
 تعالى عنهما قال بلغنا ان بنى عمرو بن عوف الثقفى كانوا يد اينون بنى المغيرة بن عبد الله بن
 بن مخزوم وكانوا يربون فلما اظهر الله تعالى رسوله صلى الله عليه وسلم على مكة ووضع
 يوسئ الربوا فاتوا بنو عمرو وبنو المغيرة الى عتاب بن اسيد وهو على مكة فقال بنو المغيرة
 ما جعلنا الله اشقى الناس بالربوا ووضع عن الناس غيرنا فقال بنو عمرو ووصلنا على ان
 لنا ربوانا فكتب عتاب في ذلك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فنزلت الايتان وقال
 البجوى قال السدى نزلت في العباس وخالد بن وليد وكانا شريكين في الجاهلية يسلفا
 في الربوا اتى بنى عمرو ناس في ثقيف فجااعا لاسلام ولهما اموال عظيمة في الربوا فنزل الله
 هذه الاية فقال للنبي صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع في خطبة يوم عرفة الاكل شئ من
 امر الجاهلية تحت قدمي موضوع ودماء الجاهلية موضوعة وان اول دم اضعه من دماءنا

الربوا

دم ربیعة بن الحارث كان مسترضعا في بنى سعد فقتله هذيل وربوا الجاهلية موضوعة
 واول ربوا اضعها ربوا عباس بن عبد المطلب فاتها موضوعة كلها تفسير مظهرى وجه
 التائيد ان مكة قبل الفتح كانت دار الحرب فلو كان الربوا حلالا لم يمنع الاسلام من استيفاء
 ما وجب بهذا السبب الحلال كذمى باع خمر اثر اسلم يجوز له قبض الثمن الا ان من منع
 فلكل المذموم ومن ههنا لا نقر الذميين على المراجعة بخلاف بيع الخمر والخنزير كما في
 الهداية لحرمة الاول في الاديان كلها بخلاف الثاني فانهم يستحلونه وانا امرنا ان نلزم
 وما يدعون فكما انه ممنوع في حق الذميين ممنوع في حق الحربيين ايضا لان الديانات
 لا تفاوت وانا لا نمنع الحربيين لعدم الولاية فاذا كان ممنوعا في الحربيين انفسهم فمع
 المسلمين اولى كما لا يخفى **فان قيل** يلزم كون الكفار غاطبين بالفروع اجيب يلزم ذلك على
 مذهب الثلثة وعلى طرز الحنفية نقول ما قال العلامة الشامى لان الصحيح من مذهب
 اصحابنا ان الكفار غاطبون بشرائعه هي محرقات فكانت ثابتة في حقهم ايضا اه اقول يستثنى
 من ذلك ما ثبت حله في دينهم كالخمر وغيره ويعضدهم ايضا قوله تعالى وَمَا آتَيْتُم
 مِنْ رَّبِّاَنْ يَعْطَى شَيْءٌ هَبْتُمْ اَوْ هَدَيْتُمْ بِيَطْلُبُ الْكُفْرَ مِنْهُ فَسَمِيَ بِاسْمِ الْمَطْلُوبِ مِنَ الزِّيَادَةِ فِي الْمَعْنَى
 لِيَرْبُوَ فِي اَمْوَالِ النَّاسِ الْمَعْطِيِّنِ اِى يَزِيدُ فَلَا يَرْبُو اِى زَكَوْا عِنْدَ اللّٰهِ اِى لِاَثْوَابِ فِيهِ لِلْمَعْطِيِّنِ
 وقوله تعالى وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْبِرُ بِالرَّفْعِ حَالِ اِى لَا تَعْطِ شَيْئًا لَتَطْلُبَ الْكُفْرَ مِنْهُ جَلالين
 وهذا خاص وقيل عام كما لين وجه الاعتضاد ان سورتي الروم والمدثر كلتيهما مكيتان
 نزلتا قبل الفتح وقد كانت مكة حينئذ دار حرب وقد غنى فيها عن اعطاء الهدية لطلب
 الزيادة وان لم يشترط فكيف اذا شرط فيكون منها عنه بالاولى فلو كان الربوا محراما
 لم لما كان للهنى معنى ويمكن **الجواب عن الاول** بان وضع ربوا الجاهلية لا يلزم
 ان يكون لحرمة بل لما كان فيه من اثار الفتنه والتباغض كوضع الدماء ما كان لاجل
 اباحتها بل للعلة المذكورة واما منعنا اهل الذمة عن الربوا فليصوب المسلمين عنه و
 الربوا ايضا مستثنى عن العقود المحرمة لقوله عليه السلام لا ربوا بين اهل الحرب و
عن الثاني بان العلماء اتفقوا على ان النهى فيها للتنزيه وان تحريم الربوا مدنى
 اى العذر

هكذا وقع القيل والقال ودار الجوب والسؤال والله اعلم بحقيقة الحال بالجملة بعد اللتيا واللتى
 طرفين رحمهما الله کے نزدیک حربی سے دارالحرب میں سود و غیرہ لینا جائز ہے اور دوسرے امم کے نزدیک
 حرام ہے اور باقی صورتیں بالاتفاق حرام ہیں تاکہ تو تحقیق تھی اختلاف مجتہدین کی حلت و حرمت میں اور یہ سب
 جب ہے کہ امام صاحب کے قول کو ظاہر پر رکھا جاوے لیکن بعض علمائے محققین قول امام کی تاویل فرماتے
 تھے کہ اگر دارالحرب میں کسی نے سود لیا تو امام اس سے کچھ تعرض نہ کرے گا جیسا دارالحرب میں زنا کرنے سے
 امام اسپر حد جاری نہیں کرتا یہ معنی ہیں اباحت کے مگر یہ تاویل بعید معلوم ہوتی ہے چند وجوہ اولاً لفظ طیب لہ
 سیر کبیر میں مصرح ہوتا یا حرمہ فروج کی تصریح کی ہو حالانکہ اباحت بالمعنی المذكور مشترک ہے تا لثنا اس معنی کے
 اعتبار سے لینا دینا دونوں برابر ہیں پھر وجہ فرق کیا ہے فتاویٰ اور بعض فضلاء مدققین نے احراز دارالاسلام
 کو شرط فرمایا ہے اور اس دعویٰ کو دلائل سے ثابت کیا ہے اگرچہ کتب متداولہ میں مذکور نہیں مگر مسلمین جزیرین
 میں اسکی اباحت کی تصریح اسکے منافی ہے کہ وہاں احراز نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جواز معاملہ امر آخر ہے اور
 اباحتہ مال شود دیگر اور مدعا امام صاحب کا ثانی ہے نہ اول اور فرق دونوں میں مسئلہ قضاء قاضی بشہادۃ
 الزوہرین معلوم ہوتا ہے کہ مال مباح ہو جاتا ہے اور یہ طریق حرام ہے اسطرح اگر کوئی مقرض کسی مستقرض سے
 اپنا دین وصول نہ کر سکے اور وہ یہ حیلہ کرے کہ ایک حر کو اسکے ہاتھ بعض مثن مساوی دین کے بیع کر کے
 روپیہ پر قبضہ کرے تو یہ معاملہ حرام ہوگا اور مال حلال یہ قول بہت عمدہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ جواز معاملہ کی
 کسی نے تصریح نہیں کی مال کو البتہ طیب لکھا ہے فانصف ولا تعسف وما سبق فی اول الرسالة
 من عبادة رد المحتار انما یقتضی حل مباشرة العقدا اذا كانت الزیادة للمسلم الخ لا یجوز فیہ اما اولاً
 فلانہ لیس هذا العنوان بخصوصه منقولاً عن المجتهد واما ثانیاً فلان محط الفائدہ فی ہذا
 العبارة لیس لفظ حل المباشرة بل لتقید بكون الزیادة للمسلم فیحتمل التجوز فی لفظ حل
 المباشرة حیث عبرہ عن اباحتہ المال كما فی الھدایۃ لان ما لھم عنہ مباح اب باقی رہی
 تحقیق اسکی کہ ملک ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب ہے یہ تو ظاہر ہے کہ قبل عملداری انگریزی
 ہندوستان دارالاسلام تھا اور ہندو وغیرہ ذمی ہو کر رہتے تھے ابچہ جاننا چاہیے کہ دارالاسلام کن
 چیزوں سے دارالحرب ہو جاتا ہے اسمین امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب تو یہ ہے کہ مجموعہ امور ثلاثہ سے
 عہ المراد ببولائی محمد یعقوب النانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ عہ المراد ببولانا محمد قاسم النانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

ہوتا ہے (۱) اہل شرک کے احکام جاری ہونے سے تفسیر اسکی یہ ہے کہ احکام اسلام میں سے کچھ باقی نہ رہے
 (۲) اُسکے متصل ہونے سے دارالحرب کے ساتھ (۳) اس سے کہ وہاں مسلم یا ذمی بے دھڑک نہ باقی رہے
 امان اول سے اور صاحبین کے نزدیک فقط احکام کفر کے ظاہر ہونے سے دارالحرب ہو جاتا ہے کہ نصیحا
 دارالاسلام دارحرب الہام اور ثلاثہ باجواء احکام اہل لشک و بانصا لہا بدارالحرب و بان
 لا یبقی فیہا مسلم اذ می امانا بالامان الاول علی نفسہ در مختار و قال بشرط واحد لا غیر و
 اظہار حکم الکفر و هو القیاس ہندو میرد المختار قولہ باجواء احکام اہل الشک ای علی
 الا شتہار وان لا یحکم فیہما بجمہ اہل الاسلام ہندو و ظاہرہ انہ لو اجریہ احکام المسلمین
 و احکام اہل لشک لا کون دارالحرب طرد المختار اور ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر
 دارالحرب ہے کیونکہ اگرچہ احکام شرک کے اس میں علی الاعلان جاری ہیں لیکن احکام اسلام کے بھی بلاخو
 شتر ہیں اور دونوں کے باقی رہنے سے دارالحرب نہیں ہوتا اور نہ امام صاحب کے قول پر دارالحرب ہے
 کیونکہ اجراء احکام کفر تفسیر مذکور یہاں نہیں ہوا بلکہ بدستور احکام اسلام جاری ہیں اور ایسی صورت
 میں دارالحرب نہیں ہوتا چنانچہ غایۃ الاوطار میں ہی استروشی نے اپنی فصول میں ابوالبشر سے
 مذکور کیا کہ دارالاسلام دارالحرب نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سب امور باطل نہ ہو جائیں جسکی جہت سے
 وہ دارالاسلام ہو اور اسبجالی نے اپنے مبسوط میں اسی طرح مذکور کیا ہے اور امام ناصر الدین نے
 نشور میں ذکر کیا کہ دارالاسلام سبب جاری ہونے احکام اسلام کے دارالاسلام ہوا ہے جب تک
 کوئی چیز علق اسلام سے باقی رہے گی تو جانب اسلام کو ترجیح دی جائیگی کذا فی حاشیۃ الطحاوی
 اور اتصال سکوت بعض جوانب دارالحرب کے ساتھ ہے اور بعض جوانب کے ساتھ اور بعض جوانب کو
 دریا شور کے ساتھ چنانچہ ماہرین جغرافیہ پر مخفی نہیں اور دریا شور میں علماء اختلاف ہے کہ دارالحرب کے حکم میں ہر ایک
 حکم میں نہیں یا یہ کہ اُسکے ماوراء کا اعتبار ہو و فی الشربہ لاتیہ قبیل بابل لعشر سئل قاری
 الہدایۃ عن البجوالملہ امن دارالحرب او الاسلام اجاب انہ لیس من احد القبیلین لانہ
 لا فقہرہ احد علیہ اہ قال فی الدار المنقحہ هناك لکن قد منافی باب نکاح الکافران البجوال
 الملہ ملحق بدارالحرب اہ رد المختار اور علامہ شامی نے ایک مقام پر کہا ہے و ظاہرہ ان البجوال
 لیس بفاصل اہ یعنی اُسکے ماوراء کا اعتبار ہو پس اتصال سکو جانب بحر میں (جسکے متصل ملک عرب)

یاد آ رہے ہے یا دارالاسلام سے یا کسی سے بھی نہیں بہر حال پورا انصال اسکو دارالحرب سے نہیں پس
 در صورت تعارض انصالات مثل اجرای احکام کے ترجیح انصال دارالاسلام کو ہوگی جسکا مقصد یہ ہے
 کہ دارالاسلام ہو دوسری شرط بھی مفقود ہوئی رہی تیسری شرط وہ بھی مفقود ہے کیونکہ ابتدائے حکومت
 انگریزی میں رعایا پر کسی قسم کی دادرسی نہ ہوگی و بے اطمینانی سرکار کی جانب سے نہیں ہوئی بلکہ بدستور ہر شخص
 اپنے جان و مال پر مطمئن رہا شاید کسی کو شبہ ہو کہ غدر سے تو امان اول باقی نہیں رہا بلکہ عہد ثانی کی ضرورت
 ہوئی اول تو یہ بات غلط ہی غدر میں صرف باغیوں کو اندیشہ تھا عام رعایا سرکار سے بالکل مطمئن تھی
 دوسری سلمنا غایت سے غایت ہوگا کہ بعض کے لیے امان اول باقی ہے بعض کے لیے امان ثانی یہ بھی
 مثل دونوں اجراء یا دونوں انصالوں کے ہوگا اور ترجیح دارالاسلام کو دی جاوے گی اور اگر بالفرض
 والتقدیر اس صورت میں دارالحرب بھی ہو گیا ہو تب بھی دارالحرب اجرای احکام اسلام مثل جمعہ و عید
 دارالاسلام ہو جاتا ہے فی الدار المختار و دارالحرب یصیروا دارالاسلام بالجراہ احکام اہل
 الاسلام فیہا جمعہ و عیدان یعنی فیہا کافر اصلی وان لم تتصل بلدارالاسلام در سلاہ اس صورت
 میں بھی ہندوستان دارالاسلام ہوگا یہاں تک تحقیق ہوئی ہندوستان کے دارالاسلام یا دارالحرب
 ہونے کی تقریر بالا سے واضح ہوا کہ اول تو اس مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف رحمہم اجمعین اور
 طرفین کے دلائل محذوشت اور اگر خدشات سے قطع نظر کر کے طرفین کے قول پر عمل کریں تو ہندوستان
 کا دارالحرب ہونا ثابت ہے پس بنک سے سو دلینا کیونکہ جائز ہوگا اور ہندو جو کہ عہد شاہی سے ذمی ہیں
 اُسے تو باوجود دارالحرب ہونے کے بھی لینا جائز ہوتا فکیف وہودارالاسلام اور در صورت

۱۔ بعض علماء محققین کی اس میں یہ تحقیق ہو کہ ہندوستان من کل الوجوہ دارالحرب ہے نہ دارالاصلام بلکہ بین بین ہے
 جیسا شبہ تھا کیونکہ حبشہ اگر دارالحرب ہوتا تو وہاں جانے کا نام ہجرت کیونکہ ہونا اور اگر دارالاسلام ہوتا تو وہاں سے
 آنے کا نام ہجرت کیونکہ ہونا دونوں حیثیتوں سے دونوں ہجرتیں صحیح ہوئیں اور اس قسم کے لوگ اصحاب اہل بیت علیہم السلام
 اس تحقیق کی نفاست میں کوئی کلام نہیں مگر خدشہ اس قدر ہے کہ ممکن ہے کہ حبشہ دارالحرب ہو لیکن بوجہ امن کے
 وہاں ہجرت ہوئی اور یہ ہجرت دارالخوف سے طرف دارالامن کے ہو اور وہاں سے مدینہ کی طرف دارالحرب سے
 طرف دارالاسلام کے ہو یہ معنی دو ہجرتوں کے ہوں چنانچہ بعض علماء نے اس مضمون کے قریب تو یہ لکھا ہے اور ارشاد العلماء
 کا ارتداد دارالحرب ہونے کے باب میں اور طور پر ہی جو آخر رسالے میں منقول ہے ۱۲ سنہ ۱۱۷۰ھ رسم المغنی میں مقرر ہو چکا ہے کہ وقت تعارض
 اقوال علماء کے قوت دلیل میں نظر کرنا چاہیے اور جب اسکی المیۃ بنوہ اسکا دوسرا حکم ہو ورنہ مرجع پر عمل کرنا منع کیا گیا ہے ۱۱ سنہ ۱۱۷۰ھ
 ۱۱۷۰ھ پیرام صاحب کا قول ماؤل جیسا سابقاً حاشیہ میں نقل کیا گیا ۱۲ سنہ زادت افادات ۱۱۷۰ھ لغزہ لوقیل باز تقاع العہد
 الاول کما ارشد الیہ ارشد العلماء لما بقی الہنود ذمیین ۱۲ سنہ ۱۱۷۰ھ دامت فیوضہم

دار احرب ہونے کے اگر مسلمان سے لینا جائز ہوتا تو اُس مسلمان سے جو حربیوں میں سے اسلام لاتا نہ مسلم اصلی سے اور نہ ذمی نو مسلم سے اور دنیا تو کسی حالت میں جائز نہیں ہو سکتا پس تعجب ہی کہ بعض اہل اسلام ہندوستان کو دار احرب قرار دیکر آمدنی بنک کو حلال سمجھتے ہیں اور بعض لوگ لیکر خود نہیں کھاتے دوسروں کو کھلا دیتے ہیں یہ ایک اعتبار سے پہلے سے زیادہ بڑا ہی کیونکہ صنف اول تو غالباً کبھی نادم بھی ہو جاتے ہونگے اور یہ لوگ تو اپنے کو بالکل بری الذمہ اور اپنی رائے کو مستحسن سمجھتے ہیں وَ هُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ مُّحْسِنُونَ صُنْعًا الْاٰیۃ کیا نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے حافظہ نے کیا خوب کہا ہے شعر ترجمہ کہ صرف نہ برد روز باز خواست بدنان حلال شیخ زکاب حرام ماہ فائدہ اور ایک صورت تجارت بنک کی یہ کہ مالکان روپیہ نفع نقصان میں شریک رہتے ہیں مگر منافع بوجہ مصالح انتظامیہ بقدر معین مالکون کو ملتے ہیں باقی امانت بنک میں جمع رہتے ہیں یہ صورت بحت مذکور سے خارج ہے مگر چونکہ اہل بنک روپیہ کو سود کے لینے میں سے بڑھاتے ہیں اسوجہ سے یہ نفع حرام ہے اس طرح اگر ڈاک خانہ میں جمع کر دیا جاوے اور یہ تحقیق ہو جاوے کہ یہ روپیہ سود پر یا عقود باطلہ و فاسدہ میں نہیں چلتا تو جائز ہے ورنہ امانت علی الاحرام حرام ہے شرع اگر غلطی سے کسی نے سود کا معاملہ کر لیا اور اب وہ توبہ کرتا ہے تو اُسکو چاہیے کہ بقدر اصل وصول کر کے باقی چھوڑ دے فی التفسیر المنظری عن سالم بن ابی الجعد قال جاء رجل الی ابن عباس فقال انی اقروض رجلاً ببيع السمک عشرین درهماً فاهدی الی سمکتہ قومتها ثلثۃ عشر درهماً فقال خذ منه سبعة دراهم رواہ ابن الجوزی فرغ بعض لوگ اپنا حصہ بنک میں دوسرے کے ہاتھ کم و زیادہ کے عوض فروخت کر ڈالتے ہیں یہ بھی جائز نہیں کہ اموال روپیہ میں وقت اتنا قدر جنس کے تفاضل و نسیہ ہر دو اور وقت اختلاف احد ہما کے نسیہ حرام ہے پس اگر برابر معاوضہ بھی ہوتا تب بھی بوجہ حاضر ہونے احد البدلین کے یہ بیع حرام تھی چہ جائیکہ تفاضل و نسیہ دونوں موجود ہوں اور اشرفی کے عوض اگر بیع ہو تب بھی بوجہ نسیہ کے ناجائز ہے فی الہدایہ الربو اذ محرم فی کل مکیل و موزون اذا بیع بجنسہ متفاضلاً وان تفاضلاً یجز لتحقق الربو اذا سلہ الا للتمتع حاجت شریعہ لیسر الشرع تلک الحاجت لاما فیہ اسراف و تم و جاہ ففی الاشباہ والنظائر آخر القاعدة الخاصة من العن الاول کذا فی القنیۃ والبعیۃ کجوز للتمتع الاستقراض بالربح آہ و فی الجوی نخوذ لک ۱۲ منہ

عدم الوصفان الجنس والمعنی المضموم الیہ حل لتفاضل والنساء اہ فرغ یصلہ مخلصا عن
 ہذا البلیۃ وان کان ابلاء اللغو اگر کسی ہی اس قدر روپیہ کہ داخل بنک کیا ہو بشرط وصول نہ ہونے
 کسی قدر کے ورنہ بقدر باقی قرض لیکر اسکو سب کی رضا سے کارکنان بنک پر حوالہ کر دے تو جائز ہے
 اسی طرح اگر حوالہ کے بعد لے تب بھی درست ہو فی الہدایۃ وہی جائزۃ بالدیون وتصح الحوالۃ رضاء
 المحیل والمحتال والمحتال علیہ اہ یہ تحقیق اس مسئلہ کی بقدر امکان بطرز تقلید و روایت ہو جسکو تحقیق
 و روایت مطلوب ہے چاہیے کہ مکتوب حضرت افضل المحققین و اکمل المدققین مولانا محمد قاسم
 رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ سابقہ کی طرف رجوع ہو اس باب میں رسالہ قاسم العلومیہ موجود ہے
 رجوع کرے و فی ما ذکرنا کفایۃ لاهل العقول المتوسطة ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی
 التوفیق و بیادہ ازمۃ التحقيق ہذا الاخر ما اردنا ايرادہ من الجواب اللہم تقبلہ
 واجعلہ ذریعۃ للسداد والصواب یا کریم یا وھاب انک عزیز غفور تواب کان تسویۃ
 فی یوم الجمعة ثالث صفر سنۃ ۱۳۱۰م والفراغ من تیبیضہ یوم الخميس فی خامس وعشیرین من
 رمضان المبارک سنۃ ۱۳۱۰ فی بلدۃ الکانفور حفظھا اللہ تعالیٰ عن الفتن والشرا وسر

بشارات مناسیہ

بعد فراغ اس تالیف کے ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ ایک چھوٹا سا مجمع موجود ہے اور لوگ کھانے میں
 مشغول ہیں میں بھی شریک ہوا طعام نہایت لذیذ تھا اور لوگوں میں تذکرہ تھا کہ یہ کھانا حضرت صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حصہ طعام جنت سے جو آہ غالباً اس رویا کو قصہ مراہنہ سے مناسبت ہے
 شاید یہ معنی ہوں کہ حضرت صدیق رہنستحی ایسے طعام طیب کے ہیں نہ خراج مراہنہ کے اسی لیے حضرت سول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ محتاجوں کو دیدیے تھے کیونکہ ہر مال مشتبہ کا حکم یہی ہے کہ خود استعمال میں
 نہ لاوے ایسے لوگوں کو جو محمد ص کی حالت میں ہو دیر پوسے۔

روایا دوم دوسری شب بخت حدیث مراہنہ مذکورہ کی دیکھی جسکی تفصیل یاد نہیں رہی۔
 روایا سوم تیسری شب ایک صاحب علم کو دیکھا کہ اُنھوں نے ایک کتاب بصورت درختا
 مع الشامی کے کھول کر کتاب النکاح نکال کر ایک عبارت پڑھی جسکا حاصل یہ تھا کہ جو شخص فلان امر کو

۱۳ بھروسہ محال کا بعینہ وہ حکم ہو گا جو محیل کا تھا ۱۲ منہ ۱۳ بجزون تطویل اُسکے مضامین درج نہیں کئے ۱۲ منہ

حرام کے وہ رو کو دار الحرب میں کیسے حلال کہہ سکتا ہو میں نے جواب دیا جبکہ حاصل یہ ہے کہ یہ استدلال
ضمینی ہی حالانکہ اسی کتاب میں کاروبار بین المسلم والحربی مہترج ہے اور تصریح ضمنی پر مقدم ہوتی ہے
وہ شخص ساکت ہو گئے اسی حالت میں اسی کتاب میں ایک مقام پر یہ عبارت نوشتہ دیجی الا حوط
من ہب الشافعی جس سے محکو اُس وقت اطمینان ہو گیا اے

رویا چہارم چوتھی شب خواب دیکھا کہ کوئی شخص اس مضمون کا ایک استفار لایا ہے جسکے جواب
لکھنے کا میں ارادہ کرتا ہوں پھر کسی وجہ سے اُسے مجھ سے واپس لے لیا اور میں خیال کرتا ہوں کہ پھر
میرے پاس واپس آوگا اور محکوئی روز سے رسالہ قاسم العلوم کی جستجو تھی مگر ملتا نہ تھا اسی خواب میں
دیکھا کہ کسی نے محکو کسی شخص کا نام لیکر پتہ بتلایا کہ وہ لگیا ہے میں اُس سے لینے کا ارادہ کرتا ہوں
جس کے صبح کو وہ کتاب محمول گئی۔

رویا پنجم یا چھم یا چھم شب کو دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ایک سال مقیم ہوں اور کچھ خیال حلینے کا کرتا
ہوں اے غالباً اشارہ اولویت ہجرت کی طرف یا اشتراط اہرازی کی طرف ہو گا فقط بحمد اللہ
ان خوابوں سے اس تحریر کی تائید ہوتی ہے والحمد للہ علی ذلک وذلک فضل اللہ یؤتیہ من
یشاء ولست ہنالک وحکیت ہذہ البشارات متحدتاً بنبی اللہ تعالیٰ لا افتخار اواى فخر
لمن اولہ نطفۃ مذرۃ و آخرہ جیفۃ قذرة و هو بین ذلک یحمل العذرة۔

تکلمہ در شدت امر ربوا

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ کھاتے ہیں سو نہ اٹھینگے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جسکے جس کو کھوئے جن نے
لیٹ کر یہ اس واسطے کہ انھوں نے کہا سو اگر تا بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سو دلینا اور اللہ نے حلال کیا سو دا
اور حرام کیا سو پھر جسکو ہو بخیر نصیحت اپنے رب کی اور باز آیا تو اُسکا ہی جو آگے ہو چکا اور اُسکا حکم اللہ کے
اختیار اور جو کوئی پھر کرے وہی میں دوزخ کے لوگ اسی میں رہ پڑے مٹاتا ہے اللہ سو اور پڑھاتا ہے
خیرات اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھی نماز
اور دی زکوٰۃ اُنکو ہی بدلانا اپنے رب کے پاس اور نہ اپنے ڈر ہے نہ وہ عم کھاوینگے ای ایمان والو ڈرو اللہ سے
اور چھوڑ دو جو رہ گیا سو اگر تمکو یقین ہے پھر اگر نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اسکے رسول

لے اگر عربوں کو سو حلال ہوتا تو اس قول پر اُنکے تشنیع کیوں فرماتے پھر مسلم کو بدرجہ اولیٰ حرام ہو گا ۱۲ منہ

اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمکو پہنچتے ہیں اصل مال بھاری نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تم پر اور اگر ایک شخص ہوتی
 والا تو فرصت دینی چاہیے جب تک کتنا پیش پاوے اور اگر خیرات کر دو تو تمہارا بھلا ہو اگر تمکو کچھ سمجھ ہو
 اور ڈرتے رہو اس دن سے جس میں اٹے جاؤ گے اللہ کے پاس پھر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اُس نے کہا یا
 اور اُن پر ظلم نہوگا اتنی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شب معراج میں لیگے مجکو جبریل ہت لوگون کے پاس کہ
 اُنکے شکم مانند کوٹھڑی کے تھے اور آل فرعون کی راہ میں پڑے ہوئے ہیں جب یہ لوگ جہنم پر پیش
 ہونے کے لیے صبح شام آتے ہیں وہ لوگ انکی آہٹ سنتے ہیں تو کھڑے ہو کر بھاگنا چاہتے ہیں مگر
 پیٹ کے بوجھ سے گر پڑتے ہیں پھر اٹھتے ہیں پھر گر پڑتے ہیں غرض وہاں سے ہٹ نہیں سکتے
 یہاں تک کہ آل فرعون اُن پاس آ پہنچتے ہیں اسی طرح آتے جاتے اُنکو پامال کرتے ہیں یہی عذاب
 ہو اُنکا برزخ میں درمیان دنیا و آخرت کے میں نے پوچھا جبریل یہ کون لوگ ہیں اُنھوں نے کہا
 کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں نہ اٹھینگے مگر جیسا اٹھتا ہو وہ شخص جسکو شیطان نے لپٹ کر
 بدحواس کر دیا ہو رواہ البغوی اور حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے میں شب معراج میں ایک جماعت پر گذرا کہ اُنکے پیٹ کوٹھڑی کے برابر ہیں اُس میں
 سانپ بھرے ہیں کہ وہ پیٹ کے باہر سے نظر آتے ہیں میں نے اُنکا حال پوچھا اُنھوں نے کہا یہ لوگ
 سود کھانے والے ہیں رواہ احمد وابن ماجہ۔ جابڑ سے روایت ہو کہ لعنت سہ ماہی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے کھانے والے پر اور کھلانے والے پر اور لکھنے والے پر اور
 گواہوں پر اور فرمایا یہ سب برابر ہیں رواہ مسلم اور عبد اللہ بن حنظلہ (بخاری و مشکوٰۃ
 نے بعد موت غسل دیا تھا) روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درم
 ربوا کا کہ کھانے اُسکو مرد اور حال یہ کہ وہ جانتا ہو سخت تر ہو چھتیس اُزنا سے رواہ احمد والدارقطنی
 اور بیہقی نے ابن عباس رضی عنہ سے اسقدر اور زائد کیا ہو کہ جب کا گوشت حرام مال سے بڑھا ہو جہنم اُسکے
 لائق ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کہ سود کے ستر گناہ ہیں ادنی گناہ ایسا ہو کہ وہ شخص سنی مان سے صحبت کرے رواہ ابن ماجہ
 والبیہقی اور اسکے سوا کثرت سے وعیدیں وارد ہیں بطور انموذج کے اسی قدر پر قناعت کی گئی

یہ وعیدیں سن کر کوئی عاقل نہ ہوگا جو احتمال ربو اسے بھی نہ بچے گا مقام غور ہو جس چیز کی نسبت اطباء کا اختلاف ہو دو طبیب کہتے ہوں کہ یہ زہر نہیں اور تمام جہان کے اطباء کہ وہ بھی حذاقت و مہارت میں آنکے ہی ہم پلہ ہوں اُسکو بدلیل قوی زہر بتلاتے ہوں اور نافع ہونے پر سب کا اتفاق ہو کوئی عاقل نہ ہوگا جو ایسی چیز کھائے پس اگر بالفرض والتقدیر کوئی شخص عرق ریزی کر کے ہندوستان میں سود سمجھتے ہو تو اس کا جواز طرفین کی رائے پر ثابت بھی کر دے تب بھی اس سے بچنا ضروری تھا اسی واسطے حدیث شریف میں ہے الاثم ما حاک فی صدرک اور نیز ارشاد ہو لکل ملاک حمی و حمی اللہ عمارہ فمن ارتع حول الحمی یوشک ان یقعہ فیہ اور آیا ہو دعوا الربوا والربیۃ چہ جائیکہ جواز ثابت بھی نہ ہو اس صورت میں کیونکہ اسکو حلال و مباح سمجھا جاوے گا فانصف ولا تعسف و

لا تکن من المتجربین المتہورین علی اللہ تعالیٰ

التماس مؤلف یہ رسالہ میں نے کسی غرض نفسانی نہیں لکھا بلکہ محض واسطے ہدایت خلق کے اگر بقضائے قلت استعداد و فقدان مہارت روایت یا درایت میں کچھ غلطی رہ گئی ہو تو مجھ کو بذریعہ خط کے مطلع فرمادیں انشاء اللہ تعالیٰ بشرط صحت تسلیم کر لی جائیگی والسلام علی من اتبع الهدی والملاح علی من اطاع الہوی ام للاندسان ما تمنی فللہ الاخرۃ والاولیٰ۔

فتویٰ دیگر از احقر عنی عنہ

سوال

بظہر حالات موجودہ و افلاس مسلمانان کیا سود کا لین دین خواہ آپس میں خواہ غیر اقوام سے شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

جب آیت تحریم ربوانازل ہوئی ہے افلاس اسوقت سے زیادہ تھا اور نیز بہت سا سود ان معاملات کے متعلق باقی تھا جو کہ زمانہ جاہلیت میں اور حالت کفر میں ہوئے تھے اُسپر ہی حکم ہوا کہ سب چھوڑ دو ورنہ خدا ورسول کی طرف سے اشتہار جنگ ہی جب متعاقبین کی حالت کفر کا سود وصول کرنا جائز نہیں رکھا گیا تو ابتداءً ایسا معاملہ کرنا کیونکر جائز سمجھا جاوے گا دوسرے زمانہ نزول وحی میں جو کفار

بنی اسرائیل تھے انکی تکایت قرآن شریف میں موجود ہے و اخذہم الربوا وقد ہوا عنہ جب کفار کے لیے اجازت نہیں جو بعض علماء کے نزدیک مخاطب بالفروع بھی نہیں اور اسی بنا پر یہ علماء ربوا کو عقوڈ میں سے مستثنیٰ کہتے ہیں کما فی کتاب الغصب من الہدایۃ تو مسلمانوں کو جو کہ اجماعاً مخاطب بالفروع ہیں کیونکہ اجازت ہوگی اور رحمۃ ہمدانہ باب الصلح میں یہی سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار بخران سے جن شرط پر صلح کی تھی ان میں یہ بھی قید تھی ما لم یحدوا حدثا و اذیا کو الربوا جب کفار کو اکل ربوا سے روکا گیا تو مسلمانوں کو کیسے حلال ہوگا و منافی الکتب الفقہیۃ من انہ لا ربوا بین المسلم و الحربی فلا یستلزم اباحتہ الممال باحتہ العقد واللہ اعلم ۲۳ ذی قعدۃ ۱۳۲۲ھ ہجری۔

ضمیمہ مطبوعہ ۱۳۲۳ھ

جس میں بعض فتاویٰ دیگر علماء کے جو اس بحث کے مناسب ہیں درج ہیں

از مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ اولیٰ ایک شخص نے سودی قرض لیا اور سود ادا کرتا رہا یہاں تک کہ اصل کے برابر ہو چکیا آیا وہ عند اللہ بری ہو جائیگا یا نہیں۔

مسئلہ ثانیہ ایک شخص کاروبار میں کچھ بنک میں داخل ہو اور قرض کیا جاوے کہ وہاں سے واپس نہیں ہو سکتا پس اسکے منافع سے منفع ہونا تو مختلف فیہ ہے مگر زکوٰۃ اُسکی واجب ہوگی یا نہیں یا مال ضار میں داخل ہو یا کیا۔ یا اُسکے منافع پر زکوٰۃ آوگی۔ بینوا تو جو را۔

الجواب جب سود قدر اصل قرض کے پہنچ گیا عند اللہ تعالیٰ بری ہو گیا اور جو ممکن ہو تو زیادہ نہ دیوے کہ زیادہ دینا موجب اثم ہے اصل واصل ہو اور نیتہ معطلی اور آخر کی کہ نہی سود کی نیت دیا اور لیا ہے لغو ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لہ کما فی الرسالۃ ولولم یقبل ہذا التوجیہ قلنا علی سبیل التشریح لما کان من عاۃ العوام مجملۃ القیاس الفاسد ومع الفارق فی اظہار ہذا المسئلۃ الی المفاسدۃ اکثرۃ فلا یساع فی اظہار ہذا ۱۲۲۰

الجواب بنک کاروپہ شمار میں داخل نہیں کیونکہ شمار وہ مال ہے کہ اس سے منفعہ نہ ہو سکے اور
بنک کے روپہ سے برابر انتفاع حاصل ہو کہ قسط معین لیتا ہو پس زکوٰۃ تمام دینا چاہیے جیسا دین
قوی کا حال ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ثالثہ دارالحرب وہ ہے کہ حاکم متصرف اسکا کافر ہو جیسا تمام کفار کے ملک میں ہوتا ہے اور
بعض ممالک میں اسی واسطے خلاف ہو رہا ہے کہ بعد دارالاسلام ہونے کے مغلوب کفار کا ہوا ہے پس
صاحبین کا اور امام صاحب کا اسمین اتفاق ہے کہ دارالاسلام جب مغلوب کفار کا ہو جاوے گا دارالحرب
ہو جاوے گا مگر خلاف اسمین ہے کہ مغلوب ہونے کو کس قدر قبضہ کفار کا فی ہر صاحبین میں نے فرمایا کہ کفار اپنا
حکم علی الاشتہار جاری کر دیوں کوئی خدشہ آنکو اور کوئی بند کر دینے والا نہ رہے تو مغلوب ہو گیا اور
قیاس بھی اسکو ہی چاہتا ہے کہ غلبہ اسکا ہی نام ہے کہ اپنا حکم جاری کر دیوں تو کوئی مانع نہ رہے مگر امام
صاحب نے وقید زائد کی ہیں احتیاطاً کہ غلبہ تمام ہونا اپنے موقوف جانا ایک یہ کہ امن وقت اسلام کا
باقی نہ رہے بلکہ کفار اپنا عہد و امن جدید جاری کر دیوں پہلے استیمان اسلام کا کوئی اثر نہ رہے تو یہ امر
بھی بعض ممالک میں بوجہ اتم موجود ہو جو کہ عہد و ذمہ اسلام کہاں ہے کوئی انکا اثر و نشان کہیں
ہے بلکہ کفار کا ہر روز عہد ہوتا اور اپنا قاعدہ جاری کرنا آفتاب کے مانند ہو رہا ہے دوسرے یہ کہ انصال
اسکو دارالاسلام سے نہ ہے کیونکہ اگر باوجود اجراء احکام اور امن جدید کے انصال باقی رہے گا تو
مسلمان حاکم کوئی اجماع لینے کی قوت اور سہولت رہے گی۔ کہ ایک ہی حملہ میں کفار کو دفع کر کے قابض
ہو جاوے گا۔ البتہ اگر وہ قریہ اسلام سے جدا ہو گیا اس طرح کہ درمیان اس مغلوب موضع کے اور
دارالاسلام کے کوئی دار کفر کا موضع حاصل ہو گیا ہو تو اب اسکا چھوڑنا دشوار ہے اب غلبہ تمام ہو گیا
دار کفر میں گیا پس انصال و انفصال قلم واحد کی صورت میں ہے تعجب کرتا ہوں فقہاء وقت سے کہ
اس شرط پر کس طرح غلطی کرتے ہیں پورا مطلب نہیں سمجھتے کہ کیا ہے۔ بہر حال حسب اے امام صاحب
کے بھی وہ ملک مغلوب بوجہ اتم ہو کر دار کفر ہو گیا اور صاحبین کے نہ ہونے تو کوئی امر ہی باقی نہیں رہتا
یہ کہ اگر حرب ہونے کے مسلمانوں کو اپنے احکام جاری کرنے پر جو حکام داروگیر نہیں کرتے وہ دوسرا

۱۵ اسی طرح مخالفین بھی زکوٰۃ ہو گو وہ بعض صورتوں میں طیب نہ ہو کیونکہ غلط سے وہ ملوک ہو جاتا ہے اور مدار وجوب
زکوٰۃ کا ملک پر ہے البتہ غیر طیب کا پھر بھی استعمال جائز نہیں بلکہ مضطرب و محتاجین پر تصدق واجب ہے ۱۲۵۰ یہ وہ
تحریر ہے جبکہ وعدہ نقل آخر صحبت دارالاسلام قریب ختم رسالہ کے حاشیہ میں ہے ۱۲۵۰۔

امر ہی تنوع عبارات فقہاء دیکھ کر اور اصل مطلب کو نہ سمجھ کر شبہ ہوتا ہے اور بعد فہم مطلب اہل مذہب کے
 اراضیح پر اللہ تعالیٰ علم سائل کیا فرماتا ہے بن علماؤ دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے عمر کو سو روپیہ
 قرض دیا اور کسی قدر ماہواری سود مقرر کیا عمر نے چند روز تک سود ادا کیا جسکی مقدار اصل سے کم
 یا برابر ہے بعد اسکے عمر واصل روپیہ ادا کرنے لگا زید کو سود لینے سے جو گناہ ہوا وہ تو ظاہر ہے مگر دریافت طلب
 امر یہ ہے کہ سود لینے سے اصل دین تو ساقط نہیں ہوا یا ہو گیا اگر ساقط نہیں ہو تو اس روایت کو کیا معنی
 ہیں عن سالم بن ابی الجعد قال جاء رجل الی ابن عباس فقال فی قرضت رجلا
 بیع السمک عشرین درهما فاهدی الی السمکة قومتها ثلثة عشر درهما فقال خذ منه
 سبعة دراهم رواه ابن الجوزی کذا فی التفسیر المظہری اس روایت سے معلوم ہوتا ہے
 کہ سود مسقط اصل دین ہے حالانکہ یہ ربوہ صریح نہ تھا فالصریحہ ادلی اور اگر ساقط ہو گیا تو اس
 آیت کے کیا معنی ہیں وان تبتم فلکم رؤس أموالکم الایۃ فای تعقیب کا مقضیٰ یہ ہے کہ بعد
 توبہ کے پورا اس مال باقی رہتا ہے حیث لم یقل فلکم بعض رؤس أموالکم الا ما اخذتم
 او سخوہ یا حکم تعارض و ترجیح کا جاری ہو گا یا حکم ابن عباس کا تورعاً و تقویٰ تھا اور حکماً و فتویٰ
 نہ تھا یا بنا براسکے تھا کہ جب تیرہ درہم لینے سود میں تو اسکا رد واجب ہوا پس لیکر رد کرنے سے یہی بہتر
 کہ مقاصد ہو جاوے اگر یہ بنا تھی تو زید کے مرنے کے بعد اگر قرض وصول ہو تو اسکے وارث پر تو
 رد واجب نہیں لاندہم یاخذوا اسکے حق میں بھی یہ محسوب کرنا واجب ہو گا یا نہیں کیونکہ اگر سود
 لینے سے زید کو اس مقدار کا مقروض کہا جاوے تب تو ترکہ بعد اداے دین کے ہوتا ہے یہ مقاصد
 وارث پر بھی ہو گا اور اگر زید مقروض نہ کہا جاوے بلکہ یہ رد واسطے کفارہ اُسکی معصیت کے ہو
 تو وارث پر واجب نہ ہونا چاہیے سوال اگر ایک شخص نے ایک تاجر کو ہزار روپیہ دیا اور مقرر
 کیا کہ دس روپیہ ماہوار ہکو منافع دیا کر تو یہ معاملہ آیا قرض ہے اور یہ دس روپیہ سود یا مضاربت فاسدہ
 ہے اور یہ دس روپیہ اپنا کر یہ قرض ہے تو یہ نفع اُسکو حلال نہوگا اور نہ اصل مال میں خسران
 اسپر مضمون ہوگا اور اگر مضاربت فاسدہ ہے تو وہ عقد جاری ہوگا اور کل منافع اسکا حق ہوگا
 اور مضارب کو اجر مثل دینا پڑیگا اس صورت میں اگر وہ اجر مثل نہ مانگے اور کل روپیہ واپس کر دے
 اور اُس روپیہ پر جو بڑھا اسپر تفاعت کرے آیارب المال کو اس امر کو تسلیم کر لینا جائز ہے یا نہیں۔

سوال (۳) اگر کسی شخص کا روپیہ بینک میں بچھنس گیا اور وہ سود سے کارہ ہو دوسرے شخص نے کہا اپنا روپیہ ہمارے نام کرادو اور اُس کا عوض مجھے نقد لیلو۔ یہ معاوضہ تو چونکہ دست بستہ نہیں جائز نہ ہوگا لیکن بطور حوالہ کے اگر ایسا کیا جاوے تو جائز ہو یا نہیں اور اس روپیہ سے کچھ بطور نفع بینک کے اسکو وصول بھی ہو چکا ہو مگر وہ دوسرا شخص پورا روپیہ دینے کو راضی ہو یہ لینا جائز ہو یا نہیں بدینہ اور جواب (۱) عمر نے جو کچھ زید کو بحساب سود دیا ہے وہ اصل دین میں محسوب ہوگا کہ جس دین سے ہے اور تقرر سود و اصل کا اسمین معتبر نہیں ہوگا بسبب نقد ہونے کے تا وصول جملہ مقدار قرض کے اصل قرض میں مقرر کیا جاوے گا جیسا کہ روایت مظہری سے مفہوم ہوتا ہے اور آیت **وَإِنْ تَبْتِغُوا الْخَلْعَ** کے معنی ہیں کہ اب جو تکو حکم حرمت ربوا کا سنا یا گیا اب تکو ربوا لینا حرام ہو گیا اگر تم باز آئے اس فعل سے تو اپنا اصل روپیہ لیلو جو دین تھا کہ وہ اس مال بخارا حلال ہے اور جو قبل بلوغ حکم تحریم کا لپکے ہو چونکہ اس وقت حکم حرمت نہ ہوا تھا حسب فرار داد و رضاء باہمی بخارا وہ عقد مباح تھا سو جو کچھ سابق قبل حکم تحریم کے لیے لیا ہے وہ سود میں ہی لیا گیا ہے اور مباح لیا گیا اور تعیین اُسکی بعد ربوا مضرتین کہ مخالفت حکم کی اسمین نہیں ہوتی مگر آئندہ کو ہرگز مت **لَوْ قَالَ تَعَالَى** فمن جاءه موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف الا یہ اور باوجود بلوغ حکم کے لینا حرام ہوگا قال ومن عاد الخ پس در میان قول ابن عباس کے اور آیت کے نہ معارضہ ہے کہ تزج حجت سے دی جائے نہ فرق تقویٰ و فتوے کا کیا جاوے نہ مقاصد کی تکلیف کی جائے پس اب بعد بلوغ حکم کے خواہ مورث نے وصول کیا یا وارث نے اگرچہ بنام ہناد سود لیا دیا تھا مگر شرع نے اُسکو اصل دین مقرر کیا کہ ابھی اصلاح فعل مسلم کی ہو سکتی ہے **وَاللَّهُ تَعَالَى اعلم** جواب (۲) جو شخص تاجر کو ہزار روپیہ دیتا ہے قرض کی وجہ سے تو وہ قرض ہی ہوگا کہ دونوں کی نیت قرض دینے لینے کی ہے اور منافع اُسکا ظاہر ہے کہ ربوا ہوگا اور جو تاجر کو اپنی غرض کے واسطے روپیہ دیکر یہ عقد کرے کہ اس روپیہ سے تجارت کرو اور اُسکے نفع سے ہرکو دس روپیہ ماہ مثلاً دیا کرو یہ مضاربت فاسدہ ہے اور قرض میں مستقرض اپنے ملک میں تصرف کرتا ہے اور اُسکی ہی ضمان میں ہوتا ہے اور مضاربت میں مضارب میں وکیل ہوتا ہے اول تصرف رب المال کے ملک میں کرتا ہے پس دونوں کا فرق بین ہے جس طرح دیا گیا ہے وہ ہی ٹرہ و حکم ہوگا اور در صورت فساد عقد مضاربت میں اجر مثل نہ لینا دینا اور منافع پر قناعت کرنا اور تسلیم رب المال کا مباح نہ ہوگا کہ عقد فاسد کا نسخ و رفع کا حکم نہیں کیا گیا بلکہ وہ بحال خود

رکھا ہی رہنا کو اس میں دخل نہیں کہ فساد بچن شرع و حکم شارع علیہ السلام کی ہی لہذا ہرگز اس طرح نکرے ورنہ
حرمت و محصیت باقی رہی و اللہ اعلم الجواب (۳) ایسی حالت میں بطور حوالہ وصول روپیہ کا
دوسرے سے درست ہو مگر جو لے چکا اُسکو خارج کر کے باقی پر حوالہ درست ہوگا کیونکہ اول معلوم کر چکا ہے
کہ جو کچھ وصول ہو چکا ہے وہ عین مال سے آیا ہو پس حوالہ قدر دین باقی پر مثل اُسکے لیکر تو درست
اور کم زیادہ رہا ہو و یگانہ و اللہ اعلم

سوال اگر کسی سے روپیہ لیکر اُس روپیہ پر حوالہ کر دی جو بینک میں داخل ہو درست ہو یا نہیں۔
الجواب حوالہ اپنے حق پر کرنا درست ہے اور چونکہ حسب قانون رد کر کے نہایتی طالب اہل حق کا انکار یہاں درست
نہیں تو وہ حکم غاصب ہو جاوینگے اگر حوالہ میں محتال لہ کو حق ملجاتا تو مضائقہ نہ تھا کہ محیل نے اپنے حق پر
حوالہ کیا مگر فریقین جانتے ہیں کہ محتال علیہ حق نہ دیو گیا بلکہ عقد فاسد بجال خود رہیگا اور وہ ہی نفع عقد
فاسد کا جو رہا ہے ملتا رہیگا لہذا یہ حوالہ دین پر نہیں بلکہ تحویل عقد کی ہے کہ اپنے عقد فاسد کو دوسرے پر
نقل کرتا ہے جو بعض اس صورت میں یہ درست نہیں اور حرمت و کراہت سے خالی نہوگا جسکے نزدیک
ہندوستان میں رہا اور درست نہیں یہ حوالہ بھی درست نہیں و اللہ اعلم

اکثر لوگ عورتوں کو فوراً نکاح کر کے فوراً نکاح کر لیتے ہیں اور شوہر کافر پر اسلام پیش نہیں کرتے۔ یہ
نکاح تو نہ ہوگا اور پیش کرنے پر بھی انکار کرے سو تفریق میں قاضی کی ضرورت ہے وہ یہاں ہے نہیں البتہ
اگر دارا کرب ہو تو تین حیض گزرنے سے بیوہ ہو جاوے گی۔ دارا کرب کی کیا تعریف ہے فقہا کی عبارات
سے تو اُسکا دارالاسلام ہونا معلوم ہوتا ہے اور جناب مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارا کرب ہونے کو
ترجیح دی تھی مگر اُسکی وجہ معلوم ہونا چاہیے عورت کو مسلمان کرنے کے ساتھ ہی نکاح کرنا درست نہیں
اگر ذات زوج ہو جیسا اپنے لکھا ہے درست ہوگا۔ کذا فی کتب الفقہ

فتویٰ عجیبی مولوی محمد رشید صاحب دارالعلوم مدنی

جامع العلوم کا پتو

سوال کیا نہرتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگریزی پرائمری نوٹ کے منافع کا لینا
گورنمنٹ سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب فی الہدایہ ولا بین المسلم والحربی فی دار الحرب خلافاً لابی یوسفؒ والشافعیؒ
لہما الاعتبار بالمستامن منهم فی دارنا ولنا قولہ علیہ السلام لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب
ولان ماہم مباحہ فی دارہم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ ما لا مباحاً اذالم یکن فیہ غدار الی اخرہ
اس عبارت کی تعلیل سے صاف ظاہر ہے کہ جو مال حربی ہو برضا بلا غدر حاصل کیا جائے وہ طرفین کے پاس مباح ہے
اگرچہ عقود فاسدہ یا باطلہ سے حاصل ہو۔ اور مال کے مباح ہونے سے عقد کا مباح ہونا ضرور نہیں۔ مثلاً
کسی کے ذمہ قرض آتا ہے اور وہ قرض کا منکر ہے اور بنیہ موجود نہیں اس لیے اسے قرضدار کے ہاتھ ایک حکم کو غلام
ظاہر کر کے بیع کر ڈالا اور قیمت وصول کر لی تو اگرچہ یہ مال حلال ہے لیکن عقد باطل ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ
کہ حلت مال اور ہجو اور حلت عقد اور۔ پس تعلیل ہدایہ سے حلت مال ظاہر ہوئی نہ حلت عقد ربوا اور
چونکہ احادیث صحیحہ میں بکثرت خود عقد کی ممانعت آئی ہے یہاں تک کہ دینے والے پر اور کاتب پر اور شاہد پر
لعنت کی ہے حالانکہ ان لوگوں کو کچھ مال حاصل نہیں ہوتا تو اس سے ممانعت عقد صاف ظاہر ہے۔
پس احادیث اور روایت فقہ جمع کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ اگرچہ یہ مال امام صاحب کے پاس مباح ہو گا
اور اس میں تصرف ہر طرح کا جائز ہو گا لیکن معاملہ ربوا کی وجہ سے گنہگار رہے گا اور استحقاق لعنت۔ تو حاصل
یہ ہوا کہ مسلمان سے یا ذمی سے ربوا لینے میں دو گناہ ہیں ایک معاملہ ربوا کا اور دوسرے مال کا حرم اور
جنسیت ہونا۔ اور حربی سے معاملہ کرنے میں ایک گناہ ہو گا یعنی معاملہ ربوا کا اور شدید وعید بن نفس
معاملہ ربوا کے متعلق وارد ہیں اسکے دیکھتے ہوئے کوئی مسلمان اسپر حرات نہیں کر سکتا۔ یہ تمام گفتگو
اس وقت ہے کہ جب ہندوستان کو دار الحرب تسلیم کیا جاوے۔ اور امام صاحب نے جو دار الحرب کی تعریف
کی ہے اسکا ہندوستان پر صادق آنا محل نظر ہے۔ کیونکہ امام صاحب پاس دار الحرب ہونے کی
یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں
ہذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم واحکم۔

الجواب هو الموافق للصواب
محمد عبد اللہ مرحوم مدرس
مدرس جامع العلوم کانپور

زیرہ الاحقر محمد رشید عفی عنہ
مدرس دوم مدرسہ جامع العلوم کانپور

كشف الغشوة

عن
وجه الرشوة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وبعد الحمد لله تعالى والصلاة على رسول الله صلى الله عليه وآله واصحابه فهذا
كشف الغشوة عن وجه الرشوة حررته بايما استاذى مولانا فتح محمد تانوى رحمة الله عليه
الرواية الأولى في شرح الطريقة المحمدية للحدادى الجزء الرابع منه عن الفتاوى الزينية هي لغة
الجعل واصطلاحا ما يعطيه الشخص الحاكم وغيره ليحكم له او يحمله على ما يريد ثم قال عن ابى نصر
الرشوة ما يعطيه لاجل ان يعينه والهدية لا شرط معها - قال فى لب الاحياء واما اعانة على عمل معين
كاهلاء محتاج الى سلطان الى وكيله فان كان العمل حراما او واجبا فهو رشوة حرام او مباحا فيه
تعب بحيث يجوز الاستيحاء عليه حل اخذها وهو جعل ولا تعب فيه ككلمة او فعله من ذى الجاه
حرم اخذها اذ لم يثبت فى الشرع تعويض عن الجاه ويقرب منه تنبيه الطبيب على دواء مفرد
دون ازالة اعوجاجه السيف بدقة تزيده مالا كثيرا الدقة نظره وحذاقته الى قوله او لولاية
فهو رشوة فى معرض الهدية انتهى مختصرا -

الرواية الثانية فى السامية كتاب ادب القاضى الاصل فى ذلك ما فى البخارى عن ابى حميد
التاعدى قال استعمل النبى صلى الله عليه وسلم رجلا من الازد يقال له ابن اللتبية على اصدقة
فلما قدم هذا الكرم وهذا الى قال عليه لسلام هل لاجلس في بيت ابية او بيت امه فينظروني لى لى ام
لا قال عمر بن عبد العزيز كانت الهدية على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم هدية واليوم رشوة
ذكره البخارى واستعمل عمر ابا هريرة فقدم بمال فقال له من اين لك هذا قال تلاخقت الهدايا
فاخذ ذلك منه وجعله فى بيت المال وتعليل النبى صلى الله عليه وسلم دليل على تحريم
الهدية التى سببها الولاية فتحه قال فى البحر وذكر الهدية لى لى حترانيا اذ يحرم عليه الاستقرض

والاستعارة ممن يعزم عليه قبول هديته انتهى قلت ومقتضاه انه يحرم عليه سائر التبرعات
فحرم المحاباة ايضا انتهى مختصرا-

الرواية الثالثة في الشامية وظاهر قوله ناشية عن الامام الخدخال المفتي اذا كان منصوبا
من طرف الامام او ناشية الى قوله فان الفرق بينه وبين القاضي واضح فان القاضي ملزم
وخليفة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في تنقيح الاحكام والمفتي ليس كذلك وقد يقال
ان مرادهم بجوازها للمفتي اذا كانت لعلمه لا لعانته على المهدي بدليل التعليل الذي نقله
الشارح فاذا كانت لعانته صدق عليها حد الرشوة لكن المذكور في حدها شرط الاعانة
الى قوله ولا شك ان عدم القبول هو المقبول انتهى مختصرا-

الرواية الرابعة في الشامية عن الفتح ثم الرشوة اربعة اقسام ما هو حرام على الاخذ ^{للعط}
وهو الرشوة على تقليد القضاء والامارة والثاني ارتشاء القاضي ليحكم وهو كذلك ولو
القضاء بحق لانه واجب عليه الثالث اخذ المال ليسوى امره عند السلطان دفعا للضرر
او جلبا للنفع وهو حرام على الاخذ فقط وحيلة حلها ان يستأجره يوما الى الليل او يومين
قصير منافع مملوكة ثم يستعمله في ذلك لانه يابى السلطان الامر الفلاني الرابع ما يدفعه لدفع
الخوف من المدفوع اليه على نفسه او ماله حلال للدفع حرام على الاخذ لان دفع الضرر
عن المسلم واجب ولا يجوز اخذ المال ليفعل الواجب انتهى ما في الفتح ملخصا وفي لقنيت الرشوة
يجب رد هاتيك فيها في القاضي او غيره سمحا لاصلاح المهم فاصح ثم ندب ما دفع اليه انتهى مختصرا
الرواية الخامسة في الدر المختار كتاب المحظور والاباحة لا باس بالرشوة اذا خاف على
دينه والنبي صلى الله عليه وسلم كان يعطي الشعراء ولين يخاف لسانه الى قوله ومن السحت ما
يؤخذ على كل مباح كالمير وكلاء وماء ومعادن ما ياخذة غاز لغزو وشاعرا لشعر ومسننة
الشامية ومن السحت ما ياخذة الصهر من الخنق بسبب بنته بطيب نفسه حتى لو كان يطلبه
يرجع الخنق به محبتى-

روايت اولى من جوارح المذكورين انك مجموعهم معلوم هو ان رشوت كل من قسمين بين ايك
جو بقابله كسى امر واجب كى ليا جاوے مثلا حاكم كسى مظلوم سے كى كى من تجو حق دوادونگا دوسرے وہ

جو بمقابلہ کسی عمل حرام کے، مثلاً حاکم کسی ظالم سے لی کہ میں تجھ کو غالب کر دوں گا تیسری وہ جو بمقابلہ کسی ایسے عمل مباح کے لیا جاوے جیسے شرع سے اجارہ ٹھہرانا اسوجہ سے درست نہ ہو کہ وہاں اجرت واقع میں اُس عمل کے مقابلہ میں نہیں ہو جیسے کسی حاجت مند کی نوکری وغیرہ کی سفارش کر دینا کہ یقیناً عمل کے مقابلہ میں اجرت نہیں کیونکہ اگر یہی عمل دوسرا شخص کرے جو ذیجاہ نہ ہو اور جسکی سفارش سے کامیابی کی امید نہ ہو ہرگز اُسکو اسقدر عوض نہ دیا جاوے گا اس سے معلوم ہوا کہ یہ عوض بمقابلہ جاہ کے ہے اور جاہ شرع میں کوئی چیز متقوم قابل اجارہ کے نہیں چوتھی وہ جو بمقابلہ ایسے عمل مباح کے لیا جاوے جیسے خود اجرت دینا مقصود ہے لیکن وہ عمل ایسا بے ثواب ہے جیسے اجارہ کا واقع ہونا شرع میں وارد نہیں ہوا مثلاً طبیب سے کسی دوا کی خاصیت پوچھی اور اُسے بتلا دی اسی لیے ہدایہ و کفایہ میں اجارہ اشجار کو تھنیف ثیاب کے لیے ناجائز کہا ہے یا بچوں کو بی بی کے عمل کے مقابلہ میں نہ لیکن حکومت کی وجہ سے ہوا میں بھی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ بمقابلہ جاہ کے ہر دوسرے کے اُس سے آئندہ اعانت کی توقع ہے جو واجب ہوگی یا حرام ان پانچ قسموں میں امر مشترک اخذ العوض علی غیر المتقوم ہے کیونکہ طاعت بھی غیر متقوم ہے مصیبت بھی غیر متقوم ہے جاہ بھی غیر متقوم ہے علیٰ ہذا الاقسام الاخر اور اسی کو رشوت کی حد کہہ سکتے ہیں اور اسکے عموم میں داخل ہو گیا حق شفعہ کے عوض کچھ روپیہ وغیرہ لینا کہ یہ حق بھی غیر متقوم ہے اور نصرت مظلوم کے عوض لینا کہ طاعت غیر متقوم ہے اور نصرت ظالم کے مقابلہ میں لینا کہ مصیبت غیر متقوم ہے جو حسین و کلا اکثر مبتلا ہیں اور دختر کے عوض میں لینا کہ اولاد غیر متقوم ہے یا تلاوت قرآن کے عوض میں لینا کہ طاعت غیر متقوم ہے اور تعلیم اس سے مستثنیٰ ہے اور روایت ثانیہ سے قسم رابع مذکور روایت اولیٰ کے رشوت ہونے کی تائید ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رشوت اخذ مال کے ساتھ خاص نہیں بلکہ باؤسے قرض لینا کوئی شے عاریت لینا کوئی چیز زیادہ ارزان خریدنا سب رشوت میں داخل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر رشوت دینے والے معلوم نہ ہوں تو اُسکو واپس لیکر مساکین کو دیدیا جاوے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں اسی غرض سے داخل کر دی تھی روایت ثانیہ سے معلوم ہوا کہ جو ملازم صاحب حکومت بھی نہ لیکن اُس سے نفع و ضرر لوگوں کا متعلق ہو اُسکا لینا بھی رشوت ہے و وجہ اُسکی یہی ہے کہ حق کرنا اسکے ذمہ واجب ہے اور ناحق کرنا حرام ہے اور دونوں کے مقابلہ میں لینا رشوت ہے جیسا کہ روایت اولیٰ کی تقریر میں گذرا روایت رابعہ سے معلوم ہوا کہ اگر رشوت دینے والا

حق پر ہوا جاتا ہے کہ میراث بدون رشوت دیے نہ ملیگا تو رشوت دینے سے یہ گنہگار نہ ہوگا اگرچہ لینے والا گنہگار ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر رشوت دینے والے معلوم و متعین ہوں تو وہ مال رشوت اٹکو و اسے دلائے اور یہ لینے والا اسکا مالک نہیں ہوتا اور اس روایت کی قسم ثالث سے وکالت کی آمدنی کا ناجائز ہونا بھی معلوم ہوا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ باطل کی نصرت حرام ہے اور حق کی نصرت واجب ہے اور حرام اور واجب دونوں کے مقابلہ میں لینا رشوت ہے اور اسی عبارت کے اسکے جواز کا حیلہ بھی معلوم ہوا کہ پیشی کی تاریخوں میں وکیل اس موکل کی نوکری کرے پھر نوکری کے طور پر اسکا یہ کام بھی کر دے لیکن اس میں موکل اس سے دوسرا کام بھی لے سکتا ہے گواہی خوشی سے نہ لے چنانچہ شرح طریقیہ محمدیہ میں قاضی خان سے اس حیلہ میں یہ تصریح کی ہے فللمستأجران يستعمله في غيره اور اس روایت کی قسم اول کی رشوت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اہل کو حاکم بنانا واجب ہے اور نااہل کو حرام اور دونوں کے عوض کچھ لینا رشوت ہے روایت خامسے معلوم ہوا کہ بعض اہل اخبار جو بعض امراء سے اسلیے کچھ لیتے ہیں کہ ہم تمہاری خدمت نہ لکھینگے یہ بھی رشوت اور حرام ہے اسی طرح بعض قوموں میں جو بیٹی پر کچھ لے لیتے ہیں یہ بھی حرام ہے وجہ اسکی ظاہر ہے کہ اگر نکاح ہو چکا تو رخصت کرنا واجب ہے اور واجب پر لینا حرام ہے اور اگر نکاح نہیں ہوا تو وہ ایسا ام مباح ہے جس پر اجارہ جائز نہیں اور ایسے مباح پر لینے کا رشوت ہونا روایت اولی میں مذکور ہو چکا۔ ان روایات سے رشوت کے اقسام اور ہر قسم کی حرمت کے دلائل اور اصول اور ان اصول سے اُنکے فروع اور ان فروع کے احکام اور کسی فرع میں ایک وجہ حرمت کی ہونا کسی میں متعدد ہونا سب امور مفصل طور سے واضح ہو گئے اس سے دوسرے جزئیات کا حکم بھی تھوڑے تامل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ (وعید رشوت)

رشوت کی حرمت قرآن و حدیث اور اجماع سے ثابت ہے فرمایا حق تعالیٰ نے وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اور حدیث میں ہے عن عبد الله بن عمر قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشئ والمرشئ رواه ابوداؤد والترمذی۔ وعن ابن عباس قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشئ والمرشئ رواه الطبرانی۔ وعن ثوبان قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشئ والمرشئ والمرشئ في النار رواه الطبرانی۔ وعن ثوبان قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشئ والمرشئ والمرشئ والمرشئ یعنی الذی میثی بینہما رواه البزار و احمد و الطبرانی۔ اہ اس اخیر حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رشوت کا دلال بھی لینے اور لینے والے کو برابر گنہگار ہوتا ہے اور اجماع ظاہر ہے لیکن هذا آخر القسم والله اعلم و علمہ اتم و احکم۔

کتبہ محمد اشرف علی التھانوی المنتصف جمادی الاولی فیما بین الظہر والعصر ۳۲۲ من الحبرۃ

التقى في احكام الرقى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي لا يملك غيره نفعاً ولا ضرراً، والصلوة على رسوله الذي بين لنا كل ما كان خيراً وشرّاً، وعلى آله واصحابه الذين اولو من بعدهم من قواعد الدين براءاً. أما بعد بمجمل سبب جلب منفعت ودرغ مضرت کے ایک طریقہ رقی و تمام یعنی جھاڑ پھونک کا ہے لیکن مثل دیگر امور مباحہ کے اسمین بھی اگر انضمام کسی مفسدہ کا یا فقدان کسی شرط جواز کا ہو جاوے تو ناجائز اور معصیت ہو سکتا ہے۔ چونکہ ہمارے زمانہ میں مجملہ دیگر فتن کے ایک ہفتہ جو کہ اکثر عوام اور بعض خواص پر مستولی ہو یہ بھی ہو رہا ہے جھاڑ پھونک میں حدود شرعیہ سے غلو اور تجاوز کر لیا ہے اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس باب میں چند فضول لکھ دی جاویں جن سے ان حدود کی تفصیل بقدر حاجت طالبان حق کو معلوم ہو جاوے آگے جو عمل کرے یا نہ کرے وہ جانے وهو المعین فی کل حین۔ علی الحق والیقین والتمسک بالذین یہ تمہید تو مقدمہ تھا آگے دس فصلیں اور ایک خاتمہ ہے۔

فصل اول فی رد المحتار قبیل فصل النظر والمس قاکوا وانما تکرہ العوذۃ اذا کانت بغير

لسان العرب ولا یدری ما هو ولعله یدخلہ مسح او کفر او غیر ذلک واما ما کان من القران او شیء من الدعوات فلا بأس بہ اے اس روایت سے معلوم ہوا کہ بعض الفاظ جنکے معنی معلوم نہوں یا ایسا نقش جسمین ہند سے لکھے ہوں لیکن یہ معلوم نہو کہ کس چیز کے ہند سے ہیں ایسے نقش و تعویذ کا استعمال ناجائز ہے جیسا اکثر تعویذ لکھنے والوں کا آج کل یہی حال ہے کہ اس نقش کی حقیقت بھی معلوم نہیں ہوتی لیکن ویسے ہی کسی کی تقلید سے یا کسی کتاب و بیاض وغیرہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں وستی منہ ماوردیضا وان لم یفہم معناه۔

فصل دوم جب کلمات غیر معلومۃ المعنی سے جھاڑ پھونک کرنا جائز نہیں تو جبکہ معنی یقیناً خلاف شرع ہوں انکا استعمال تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا مشکوٰۃ کتاب الطب میں ہے عن عوف ابن مالک الا شیحی قال کنا نرقی فی الجاہلیۃ فقلنا یا رسول اللہ کیف تری فی ذلک

فقال عرضوا علی رقاکم لا بأس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک رواہ مسلم یہ حدیث اسس
مضمون میں صریح ہے۔ آج کل بہت لوگ اسمین بھی مبتلا ہیں مثلاً کسی مخلوق کو نذابہوتی ہی خواہ پڑھنے
میں یا لکھنے میں جیسے بعضے تعویذوں میں اجب یا جبرائیل یا میکائیل ہوتا ہے کسی عمل میں
یا درد اٹیل یا کلکا ٹیل ہوتا ہے یا بعضی لوگ یا شیخ عبد القادر شیخ اللہ کا ورد کرتے ہیں یا
مثلاً بعضی تعویذوں میں گو نذواد عانین ہوتی بلکہ کسی بزرگ کا توسل ہوتا ہے یا انکے نام کی نذر و نیا
ہوتی ہے لیکن اس کے اثر مرتب ہونے میں ان بزرگوں کا دخل بھی سمجھتے ہیں یہ سب شرعاً ممنوع و باطل ہے
ایسے ہی عوارض سے حدیثوں میں آیا ہے ان الرقی والتائم والتولۃ شرک رواہ ابوداؤد وکنانی لمشکوۃ
کتاب الطب اسی طرح بعضے و بار یا دوسی ہی بیماری میں باعقاد بھٹ کہ شرک ہے یا اعتقاد ہے کہ کذب ہے
بکرا زنج کرتے ہیں۔

فصل سوم فی المشکوۃ باب الکھانۃ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ما انزل اللہ من السماء من بركة الا اصبر فریق من الناس بها کافرین ینزل اللہ الغیث
فیقولون بکوکب کذا رواہ مسلم اس سے ثابت ہوا کہ کواکب کی تاثیر غیبی کا قائل ہونا ایک گونہ کفر
ہی اکثر عملیات میں ساعت یا دن کی قید ہوتی ہے جسکی رعایت بعضے عامل کرتے ہیں بعضے ماہ کے عروج و نزول کا
لحاظ کرتے ہیں اور مہنی ان سب کا وہی اعتقاد تاثیر نجوم ہے یہ حدیث اسکو باطل اور عصیت ٹھراتی ہے۔

فصل چہارم فی المشکوۃ باب الکسب وطلب الحلال عن عائشۃ فی حدیث طویل قال غلام لابی بکیر
کتبت لکھنت لانسان فی الجاہلیۃ وما احسن الکھانۃ الا انی خدعته فلقینی فاعطانی بذلک هذا
الذی اکلت منه قال فادخل ابوبکریدہ ففقاء کل شیء فی بطنہ رواہ البخاری فی الرقاۃ لعنظ
حرمتہ حیث اجتمعت الکھانۃ والحخدیعتہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مثل دیگر امور کے عملیات میں بھی
خداع اور دھوکہ حرام ہے آج کل عملیات میں بکثرت دھوکہ دیا جاتا ہے اور اسکی مختلف صورتیں ہیں بعض میں تو
خود وامل ہی دھوکہ میں ہے اور بعض میں قصداً معمول کو دھوکہ دیتے ہیں بطور تمشیل کے اسکی چند ذریعے کھجائی ہیں
فرع اول بعضے لوگ حضرات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے جنات حاضر ہوتے ہیں اور کسی عورت
یا طفل نابالغ کے ہاتھ میں کوئی نقش یا بعضے اسکے انگوٹھے پر سیاہی اور تیل لگا کر اسکو نگاہ جاکر دیکھنے کو
کہتے ہیں اور اسکو کچھ صورتیں نظر آنے لگتی ہیں جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ جن ہیں۔ ہر چند کہ جنات کا وجود

دلائل قطعیہ سے ثابت ہو مگر صورت مذکورہ میں جنات کے آنے کا دعویٰ نرا انخزاع یا خذاع ہے
 بات یہ ہے کہ عامل جب تصور جما کر بیٹھتا ہے کہ معمول کو ایسا نظر آوے گا اس عامل کی قوت خیالیہ سے
 معمول کے خیال میں وہ تصورات مشکل اور متشکل نظر آجاتے ہیں سو یہ سمرنیم کا ایک شعبہ ہے جسکی بنا
 محض خیال ہے اس میں کوئی خارجی چیز موجود نہیں ہوتی اسی لیے اکثر ایسا ہوا ہے کہ اگر عامل کسی اور طرف
 متوجہ ہو گیا تو معمول کی نظر سے وہ سب چیزیں غائب ہو گئیں اور اسی وجہ سے معمول اکثر ضعیف العقل
 ضعیف القلب تجویز کیا جاتا ہے جس میں قوت الفعالیہ زائد ہے قوی عاقل پر ایسا اثر نہیں ہوتا اور اگر شاذ و
 نادر عامل کی قوت بہت ہی زیادہ ہو یا صرف معمول کی کیسوی کافی ہو جاوے تو ہمارے دعویٰ مذکورہ
 میں قدرح لازم نہیں آتا۔ افسوس ہے کہ سمرنیم والے اسکو ارواح کا انکشاف اور تصرف سمجھتے ہیں حالانکہ
 بتقریر مذکور محض باطل ہے۔

فرع دوم بعضے عامل ان امور کو داخل بزرگی سمجھتے ہیں اور اسکی کوشش بھی کرتے ہیں کہ لوگ انکو
 ان عملیات کے بزرگ اور ولی اور مقدس سمجھیں حالانکہ عملیات اگر صحیح اور مشروع بھی ہوں تب بھی
 امور دنیویہ و اسباب طبعیہ سے مثل تدبیرات طبیہ کے میں مکافی رد المختار باب الاحارۃ الفاسدۃ
 وما استدال بہ بعض الملحشین علی الجواز بحدایت البخاری فی اللدغ فهو خطاء لان
 المتقلدین المانعین الاستیجار مطلقا جوزوا الرقیۃ بالاحرۃ ولو بالقران كما ذکرہ الطحاوی
 لا ینالیست عبادۃ محضۃ بل من التداوی پس اس بنا پر اسکو بزرگی سمجھنا یا سمجھانا نرا ادھو کہ ہے۔
فرع سوم جس عمل کا کسی اثر کے لیے موضوع ہونا کسی قاعدہ و اصل صحیح پر مبنی نہ ہو اسکو اپنی طرف سے
 تراش کر طالب کو اس گمان میں ڈالنا کہ عامل نے کسی قاعدہ اور بنا صحیح پر یہ عمل تجویز کیا ہے خاص کر
 جبکہ عرض تحصیل مال ہو یہ بھی دھوکہ ہے **ہرئی المرقاة تحت حدیث المشکوۃ من قصۃ اللدغ فقراء**
بفتحتہ الكتاب بناء علی ما ورد فافتحة الكتاب شفاء من السم اہ قلت وابداء البناء لہ دلیل
 علی کون جواز الجعل موقوفاً علی بناء صحیح یہ آفت بھی اس زمانہ میں بکثرت ہے کہ کسی سائل سے
 یہ نہیں کہتے کہ ہکو اس کام کا عمل معلوم نہیں کچھ نہ کچھ گڑھ کر لکھ دیتے ہیں پڑھ دیتے ہیں اور پیسے ٹھگ لیتی ہیں
فرع چہارم بعضے بلا اشتراط واقعی محض حیلہ سے مشک و زعفران وغیرہ قیمتی چیزیں وصول
 کر لیتے ہیں یہ بھی دھوکہ ہے۔

فروع صحیح بعضے عامل دھوکہ دینے کو کچھ شعبہ بے بھی یاد کرتے ہیں مثلاً کاغذ پر پایز وغیرہ کے عرق سے کوئی ڈر آونی شکل بنادی اور آگ کے سامنے کر دینے سے وہ نمودار ہوگئی اور دیکھنے والوں سے کہہ دیا کہ بس وہ آسب اس میں اتر آیا یا ایسے ہی کوئی اور دھوکہ ہو۔

فصل پنجم قال الله تعالى ولا تقف ما ليس لك به علم اس آیت سے معلوم ہوا کہ بلا کسی دلیل صحیح کے جس کا صحیح ہونا قواعد شرعیہ سے ثابت ہو کسی امر کا خواہ وہ جبار سے ہو یا انشاءات سے ہو عقائد درست نہیں اکثر عالموں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ خاص طریقوں سے فال کھوتے ہیں اور گذشتہ یا آئندہ کے متعلق خبر دیتے ہیں یا چور وغیرہ کے معلوم کرنے کو لوٹا گھمانے کا عمل کرتے ہیں اور کسی کا نام بتلا دیتے ہیں اور ان نتائج کا یقین خود بھی کر لیتے ہیں اور دوسروں کو بھی یقین دلاتے ہیں یا کوئی عمل جس سے کوئی خواب نظر آوے تبلا کر جو خواب میں نظر آوے اُس پر اور توفیق کر لیتے ہیں اور اُس کا نام استخارہ رکھتے ہیں یہ سب دعویٰ ہے خبر غیب کا کیونکہ شرع نے ان وسائل کا مفید علم خبری ہونا معتبر نہیں قرار دیا مخلوقات طبیب کہ خود سنت میں اُس کا اعتبار وارد ہو گودرجہ ظن ہی میں سہی آیت مزبورہ ایسے امور کو باطل کرتی ہے اسی طرح حدیث بھی چنانچہ مشکوٰۃ باب الکھانہ میں ہے عن حفصۃ قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اتى عرافاً فسأله عن شیء لم تقبل له صلوة اربعین لیلۃ رواہ مسلم اور حدیث میں جو فال اور استخارہ وارد ہے حقیقت اُس قال کی اور ہے وہ یہ کہ کوئی اچھا کلمہ کان میں اتفاقاً پڑ گیا اور اُس سے امید وار ہو گئے رحمۃ خداوندی کے نہ یہ کہ قصد ایسے دلائل کا نتیجہ کیا جاوے اور اُس کا یقین کیا جاوے خواہ خیر ہو یا شر۔ اور استخارہ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی امر کے قرین یا خلاف مصلحت ہونے میں تردد ہو تو دعائے خاص پڑھ کر متوجہ الی الحق ہوں اسکے قلب میں جو امر عزم کے ساتھ آجاوے اُس میں خیر سمجھیں سو اسکی غرض رفع تردد ہے نہ کہ انکشاف کسی واقعہ کا اور لوٹہ وغیرہ گھوم جانا یہ محض قوت خیالیہ کا اثر ہے جو شعبہ ہوسمیریزم کا بھی وجہ ہے کہ جس پر زیادہ خیال ہوتا ہے اسی کا نام نکل آتا ہے چنانچہ اگر دو عالموں کے سامنے مختلف دو شخصوں پر چوری کا گمان ظاہر کر دیا جاوے اور وہ دونوں الگ الگ اس عمل کو کرین تو دونوں جگہ مختلف نام نکلیں گے یہی حال ہے ہوسمیریزم کے تصرفات کا جس سے سوالوں کا جواب حاصل کرتے ہیں اور جبکہ اُس کے مشاق غلطی سے ارواح کا تصرف سمجھتے ہیں اور واقع میں وہ بھی تصرف ہے قوت خیالیہ کا اور اُس کا امتحان بھی

اسی طریق مذکور سے ہو سکتا ہے جب کا دل چاہے آزما لے بلکہ اس سے زیادہ قوی اور صریح دلیل سے اسکا امتحان خود بندہ نے کیا ہے وہ یہ کہ ایک میزنگا کر اُسپر عمل کیا اور زبان سے کہا گیا کہ اگر واقع میں اس میں روحین آتی ہیں تو میز کا فلان پایہ مثلاً ایک بار اٹھے اور اگر روحین نہیں آتین تو وہ پایہ دوبار اٹھ جاوے اسکے بعد عمل کے اثر سے دوبار پایہ زمین سے اٹھا پس فن مذکور ہی کے قاعدہ سے ان تصرفات کا منشا قوت خیالیہ ہونا ثابت ہو گیا چونکہ میرا یہ اعتقاد تھا کہ واقع میں ارواح نہیں آتین اس لیے اسی کے موافق جواب نکالا اور جب کا اعتقاد اسکے خلاف ہوگا اُسکو اسکے خلاف جواب ملیگا گو دونوں اعتقادوں میں صحت و بطلان کا تفاوت ہے جسکی دلیل اولاً مذکور ہو چکی ہے اور یہ قوت خیالیہ عجب چیز ہے اس سے عجیب و غریب امور ظاہر ہوتے ہیں اور نادائق اُسکو غلطی سے قوت قدسیہ کی طرف منسوب سمجھتے ہیں اور صوفیہ کے یہاں جو توجہ کا طریق ہے وہ بھی تصرف خیالی اور مکتب ہے لیکن اُنکی غرض چونکہ محمود ہی اس لیے محمود ہے گو کوئی کمال نہیں اور اولیاء کی کرامت اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات یہ محض وہی اور غیر مکتب ہیں ان سب کو ایک سمجھنا سخت غلطی اور باطل محض ہے۔ اور نظن غالب اس احقر کے جیسا بعض ذرائع مظنونہ سے معلوم ہوا فریسیں کا محصل اسی قوت خیالیہ کی تقویت ہے جسکے لیے وہاں کے ممبر یہ تدبیریں کرتے ہیں کہ طالب کو بڑے بڑے سخت امتحانوں میں مبتلا کرتے ہیں اور سخت سخت قسمیں دیتے ہیں جسمیں اکثر مضمون بد دعا کا ہوتا ہے کہ اگر میں ظاہر کروں تو میں ہلاک ہو جاؤں اور مجھ پر ایسی ایسی بلائیں نازل ہوں میں ایسے ایسے مصائب میں مبتلا ہو جاؤں پھر فیس بھی سخت لیتے ہیں اور کچھ وحشت ناک چیزیں مثل ہڈیوں اور کھوپڑیوں کے سامنے لاتے ہیں بعد اسکے چند معاہدے اُس شخص سے لیے جاتے ہیں اور بعض آلات معماری بھی وہاں ہوتے ہیں اُسکے استعمال کی کچھ مصلحتیں مقرر ہیں مثلاً بسولے کو زور سے زمین پر مارتے ہیں جو اشارہ ہے استحکام معاہدہ کی طرف اور وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کیونکہ زمین معماری کو کہتے ہیں اب ظاہر ہے کہ جس شخص کو کوئی بات اتنی مصیبتوں اور سختیوں کے بعد بتلائی جاوے اور اُسپر اُسکا وافر مال بھی خرچ ہو طبعاً وہ اُسکی نہایت وقعت کرے گا اور ضرور اُسکے مفت بتلا دینے سے دریغ کرے گا۔ خاصکر جبکہ اُن بد دعاؤں سے اُسکے واسطہ پر حقوق ضرر کا خوف بھی غالب ہو جاوے وہ ہرگز ہرگز بھی نہیں بتلا سکتا اور چونکہ وہاں بعض کلمات ایسے بھی کہلوئے جاتے ہیں اور نیز ایسے اعمال بھی کرائے جاتے ہیں جسمیں غیر اللہ کی تعظیم مفروضہ عبادت تک معنی ہے

لہذا طالب کافر سے بچنا بھی مشکل ہے اور باوجود ان سب کے پھر محض بے نتیجہ کیونکہ وہ عہد چند اخلاق جمیلہ کا ہوتا ہے جسکی تعلیم شریعت سے زیادہ کوئی کر ہی نہیں سکتا اور ان اخلاق کی مخالفت کی سزا کے واقعات بطور تھمیر کے بھی دکھائی دیتے ہیں جو محض مصنوعی ہوتے ہیں اور نتائج کا یقین دلانے کے لیے تھمیر کا مشابہہ شرعی و عیدوں سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور چونکہ ساری تر کیوں کا حاصل اسی واہمہ کا قوی کرنا ہے اسی لیے باختلاف اذہان و مذاہب فریسیں کے قوانین و دستور العمل بہتے رہتے ہیں انگلستان میں کچھ تو جرمن میں کچھ اور ہر اسی طرح کسی سنہ میں کچھ ہو تو دوسرے سنہ میں کچھ اور ہر پاتی زبان و روح میں نہ جن میں اور نہ اور کوئی عجیب چیز ہو بان یہ مستبعد نہیں کہ واہمہ کے غلبہ سے کسی واقعہ بعیدہ کی اطلاع بطور خطرہ کے ہو جاوے جیسا اکثر تفرکے بعد بھی ایسا ہو جاتا ہے میں نے اس فصل میں کسی قدر تطویل قصداً کر دی ہے تاکہ اکثر متروکین حقیقت سے واقف ہو کر التباس سے محفوظ رہیں۔

فصل ششم فی رد المختار قبیل فصل لنظر و المسأرة ارادات ان تضم تعویلاً بجمہا
 زوجھا ذکر فی الجامعہ الصغیران ذلك حرام لا یحل الا اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اگر عملیات میں غرض فاسد و نامشروع ہو گو وہ عملیات فی نفسہ مباح ہوں لیکن اس غرض نامشروع سے وہ عمل ناجائز ہو جاوے گا اس میں بھی لوگ بکثرت مبتلا ہیں کوئی تسخیر کا عمل پڑھتا ہے جسکی حقیقت ہے قلوب کا مغلوب کر لینا کہ وہ ایک گونہ جبر ہے تحصیل مال یا استخدا میں چونکہ مسخر کے ذمہ یہ امور واجب نہیں ہیں ایسا جبراً پڑانا حرام ہو گا بالخصوص جبکہ مسخر سے کسی مصیبت کا خواہاں ہو جیسا کسی عورت وغیرہ کو مسخر کیا جاوے اور کوئی دست غیب کا عمل پڑھتا ہے جو محض ناجائز ہے کیونکہ حقیقت اسکی یہ ہے کہ کچھ جنات مسخر ہو جاتے ہیں اور وہ کہیں سے روپے لالا کر رکھتے ہیں بعضہ علموں میں تو وہ ہی روپیہ جو خرچ کر لیا تھا لے آتے ہیں بعضہ علموں میں دوسرا روپیہ لے آتے ہیں خواہ کسی آدمی کا لار کھتے ہوں تو یہ سب چوری ہے اور خواہ وہ جنات اپنے پاس سے لے آتے ہوں تو یہ جبر اور غضب ہے اور یہ سب حرام ہے اور کوئی ٹوکوں کو تابع کرتا ہے جسکی حقیقت یہ ہے کہ عمل کے زور سے جنات اس شخص کی خدمت کرنے لگتے ہیں سو اس طرح کسی سے خدمت لینا کہ اسکی طیب خاطر نہ ہو حرام ہے اور طیب خاطر نہ ہونے کے قرائن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ جنات اس عامل کو خوب ڈراتے اور دھمکاتے ہیں تاکہ یہ عمل چھوڑ دے

اور بعضیوں کو موقع پا کر ہلاک بھی کر دیتے ہیں یا بعضے زوجین میں تفریق کر دیتے ہیں جو بالکل حرام ہے یا بعضے بلا استحقاق شرعی اپنے دشمن کو ہلاک کر دیتے ہیں یا مقدمہ کی فتحیابی کا تعویذ سب کو دیدیتے ہیں گو وہ شخص ناحق ہی پر ہو یا یہ کہ تحقیق نہ ہو وہ ضرور عصبیت و راتہ عصبیت یا جنات کو جلا یا جاتا ہی جسکی مانعت حدیث میں وارد ہے الا ان یضطر و هو قلیل للکثرة فی الاعمال الاخری سبب اغراض اور مثل اسکے جو ہوں سب حرام اور محصیت ہیں ایسے اعمال بھی ناجائز ہونگے۔

فصل ہفتم فی رد المحتار قبیل فصل النظر والمس والحدیث الاخر من علق تمیمة فلا ینظر الله لانه یصدقون انھا تمام الدواء والشفاء بل جعلوها شریکاً لانھما رادوا بہما دفع المقادیر المکتوبہ علیہم وطلبوا دفع الاذی من غیر الله تعالی الذی هو دافعة اذ اس سے ثابت ہوا کہ اگر عملیات پر جازم اعتقاد ہو کہ ضرور اس میں فلان تاثیر ہو اور اسی پر نظر اور کامل اعتماد ہو جائے تو بھی ناجائز ہو اور یہی مراد ہے اس حدیث فی المشکوٰۃ باب الطب والرقی عن عیسی بن حمزہ قال دخلت علی عبد الله بن عکیم وبہ حمرة فقلت الالعلق تمیمة فقال نعوذ بالله من ذلك قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من تعلق شیئاً وکل الیہ رواہ ابو داؤد اور یقینی بات ہے کہ آج کل اکثر عوام عملیات کو ایسا مؤثر سمجھتے ہیں کہ حق تعالیٰ سے بھی غافل اور سفیر ہو جاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہتے ہیں حتیٰ کہ عامل ان آثار کو قریب قریب اپنے اختیار اور قدرت میں سمجھنے لگتا ہی بلکہ کبھی زبان سے بھی دعویٰ کرنے لگتا ہے کہ میں یوں کر دوں گا اور اگر عامل کا ایسا اعتقاد نہ بھی ہوا لیکن جملہ اذکار یہ اعتقاد ضرور ہوتا ہی چنانچہ حکمی عمل اور تیرہ ہدف کو تلاش کرتے پھر کرتے ہیں یا اولاد ہونے کے لیے دوسرے کی اولاد کو ضرور پہنچاتے ہیں اور عامل تعویذ دیکر اس سدا کا زیادہ سبب بنتا ہی ایسے شخص کو تعویذ دینا بھی درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ محصیت کا سبب بننا بھی محصیت ہی اسی طرح بعض اوقات دوسرا مفسدہ اسپر مرتب ہوتا ہی وہ یہ کہ جب اثر نہیں ہوتا تو جاہل یوں کہتا ہے کہ اللہ کے نام میں بھی تاثیر نہیں بعض اوقات اس سے نعوذ باللہ قرآن و حدیث کے صحیح ہونے اور حق تعالیٰ کے صادق اوبعد ہونے میں شبہ کرنے لگتا ہی ظاہر ہے کہ اس مفسدہ سے بچنا اور بچانا دونوں امر واجب ہیں پس ایسے لوگوں کو ہرگز ہرگز تعویذ نہ دیا جاوے اور جہاں ایسا احتمال ہو کہ دے کہ دیکھو یہ مثل دوا طبعی کے ہے

مؤثر حقیقی نہیں نہ اسپر اثر مرتب ہونے کا حتمی وعدہ اللہ ورسول کی طرف سے ہوا ہے نہ اللہ کے نام اور کلام کا یہ اصلی اثر ہے اور گواہی سے مفاسد اگر طب وغیرہ میں مرتب ہونے لگیں تو ایسے شخص کے لیے اسکی بھی ممانعت ہو جاوے گی لیکن چونکہ اکثر دواؤں کے اثر کی علت حرارت و برودت وغیرہ کیفیات کو سمجھتے ہیں یا اگر علت نہیں معلوم تب بھی وہ اسباب مبتذلہ سے ہیں اسلئے انکی وقعت قلب میں ایسی نہیں ہوتی کہ اُسکے تخلف کو بعید یا اعتقاد تخلف کو خلاف دین سمجھنے لگیں لہذا اسپر یہ مفسدہ شاذ و نادر مرتب ہوتا ہے و نادرا لا عبور له۔

فصل ہشتم بعضے عملیات میں ترک حیوانات وغیرہ ہوتا ہے اس میں بنا بر کسی مصلحت کے عمل کے درجہ تک کوئی ملامت نہیں لیکن اکثر عامل یاد رکھنے والے اس ترک کو موجب قربانی اور طاعت اور طاعت مقصودہ سمجھنے لگتے ہیں ایسا اعتقاد بدعت سیئہ اور ضلالت محضہ اور تعوی حد و شرعیہ اور مخالفت سنت حقہ ہر فی المشکوۃ باب الاعتصام عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت صنم رسول اللہ علیہ وسلم شیئا فرخص فیہ فتزہ عنہ قوم فلبلغ ذلك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطب فحمد اللہ ثم قال ما بال اقوام یتنزهون عن الشئ اصنعه فواللہ انی لاعلم باللہ وانشدہم لہ خشیۃ متفق علیہ وعن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فہو رد متفق علیہ۔

فصل نہم فی رد المختار قبیل فصل النظر والمس بیکرہ کتابۃ الرقاع فی ایام النبویہ والنزاقہا بالابواب لان فیہ اہانتہ اسم اللہ تعالیٰ واسم نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم اہ بعضے تعویذون کے استعمال کا طریق ایسا بتلا یا جاتا ہے جس میں انکی بے ادبی ہوتی ہے روایت مذکورہ سے اسکا ممنوع ہونا ثابت ہے مثلا کوئی تعویذ کسی کے آنے جانے کی جگہ دفن کیا جاتا ہے تاکہ اُسکے اوپر کو آمد و رفت ہو یا کوئی تعویذ جلا یا جاتا ہے اسی طرح اور جس طریق سے بزرگ مرتبی نے تعظیمی ہوتی ہو سب ناجائز ہے۔

فصل دہم بعضے لوگ خون سے تعویذ لکھتے ہیں اور بعضے اسکے لیے طالب سے مرغا لیتے ہیں سو شریعت میں ابھنے والا خون مثل پیشاب کے ناپاک ہے اُس سے تعویذ لکھنا کس قدر بری بات ہے فی رد المختار قبیل فصل لیرور عفن فکتب الفاتحۃ بالدم اے قولہ ان قول الاطباء

لا یحصل به العلم والظاہر ان التجربۃ یحصل بها غلبۃ الظن دون الیقین اھ اور ایسا
تو نیا اگر بازو پر بندھا ہو یا حبیب میں پڑھو تو نماز بھی درست نہوگی اور اس حیلہ سے مرغالینا خود
خداع بھی ہو جس سے برائی اور بڑھ جاوے گی اسی طرح بعض اعمال میں تصویریں وغیرہ بنا لی
جاتی ہیں بعض قرآن الٹا پڑھتے ہیں بعض قرآن کے اندر اور عبارتیں اس طور سے داخل کر دیتے
ہیں کہ نظم قرآنی مختل ہو جاتی ہے یہ سب حرام اور عصیت ہیں۔ بعض علموں میں صاحب حاجت
کو تھمڑا کرتے ہیں جو صریح ایذا اور اہانت و ظلم ہی جسکا حرام ہونا ظاہر ہے۔

خاتمہ اس میں چند تنبیہات ہیں۔

تنبیہ اول ان فصلوں سے معلوم ہوا ہوگا کہ زیادہ صورتیں عملیات کی اس زمانہ میں ناجائز
اور عصیت ہیں اور شرعی مسئلہ ہے کہ عصیت کا ارتکاب بھی ناجائز اسکا سبب بننا بھی ناجائز اور کسب
اجرت لینا بھی ناجائز افسوس ہے کہ اسوقت اکثر لوگوں نے اسکو پیشہ بنا لیا ہے اور اسی کو ذریعہ کسب
اور تحصیل مال کا ٹھہرایا ہے اور بلا امتیاز جائز و ناجائز کے روپیہ گھسیٹنے کی فکر میں لگے ہیں اللہ تعالیٰ
رحم فرما دین اور ہدایت کریں۔

تنبیہ دوم بعض جگہ اور اور خرابیاں بھی واقع ہوتی ہیں مثلاً عوام جہلا کا اجتماع ہوتا ہے جس میں
عورتیں اور مرد مختلط ہوتے ہیں بد معاشوں کو موقع ملتا ہے بد نظری کرنے کا یا کسی کا مالی نقصان کرینیکا
تو وار د بعض تو لوگوں کے گھر بلا انکی طیب خاطر کے همان ہو جاتے ہیں جنکو وہ شرمنا مشرمی ٹھہراتے
ہیں اور کھانا وغیرہ کھلاتے ہیں وہ رخصت نہیں ہوئے کہ دوسری جماعت اور وارد ہو جاتی ہے
جس سے میزبان غریب کی جان مصیبت میں آجاتی ہے اس طرح کسی کو تنگ کرنا خود حرام ہے اور
همان کو حدیث میں اس سے ممانعت کی گئی ہے اور بعض بطور خود کسی میدان یا لوگوں کے چوترون
وغیرہ پر ٹھہراتے ہیں جو مالکون کو لران بھی گزرتا ہے بعض چوترون کی اینٹیں وغیرہ اکھاڑ کر اپنے
کام میں لاتے ہیں جس سے صریح ضرر مالکون کا ہوتا ہے بعض جگہ جو بیانی وغیرہ پڑھکر دیا جاتا ہے
تو عام طوفان سے مسجدوں کے ڈول ٹوٹ جاتے ہیں لوٹے بڑھنے بلکہ گھڑے تک اٹھ جاتے ہیں
بعض جہلا عامل کو مقدس اور ولی بلکہ بعض خدا اور پر ہمیشہ کہتے ہیں کوئی سجدہ کرتا ہے جس سے عامل
میں اشد درجہ کا عجب و کبر بھی پیدا ہو جاتا ہے اور زیادت تحصیل مال و جاہ کے واسطے عامل یا اسکے

اعوان و الضار اُسکے کمالات اور تصرفات کی غلط حکایات مشہور کرتے ہیں جس سے خلق اللہ اور بھنیے
 کبھی عامل بلا ضرورت اجنبی عورتوں کو سس کرتا ہے کبھی بلا ضرورت اُسکے بدن مستور کو دکھاتا ہے چنانچہ
 جو مفاسد متعارف میلوں میں ہوتے ہیں وہ سب مجتمع ہو جاتے ہیں ظاہر ہے کہ ان خرابیوں کے اشد
 کے لیے ضرور ہوگا کہ عامل سلسلہ عملیات کا بالکل قطع کر دے تاکہ فتن سے سب محفوظ رہیں اور
 یہ شخص منقلح الشریعہ بنے اسی طرح ایسے موقع پر ایسے اہل حاجت بھی نہ جاوے جنکی سند دوسرے لوگ کو
تنبیہ سوم تحریر بالا سے یہ گمان نہ کیا جاوے کہ میں عملیات کو ناجائز سمجھتا ہوں اگر شر الطہ جواز
 مجمع اور فاسد مرتفع ہوں تو عملیات بلا تکلف جائز ہیں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 قولاً و فعلاً و تقریراً اسکی اجازت دی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین نے اسکا استعمال
 فرمایا ہے گو احادیث سے افضل و راکل حالت یہی معلوم ہوتی ہے کہ اسکو ترک کیا جاوے اور محض
 و عا پر رضا کے ساتھ اکتفا کیا جاوے فی مشکوٰۃ کتاب الطب عن المغیرة بن شعبہ قال قال
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اتوی او استرقی فقد برئ من التوکل رواہ احمد
 و الترمذی و ابن ماجہ و فیہا باب التوکل و الصبر ہم الذین لا یطیرون و لا یسترقون
 و لا یکتون و علی دہم یتوکلون الحدیث متفق علیہ۔ دوسرے شامی نے قبیل فصل نظروس
 مجتبیٰ سے نقل کیا ہے اختلاف فی الاستشفاء بالقرآن بان یقرأ علی المریض او الملذوغ الفاتحة
 او یکتب فی ورق و یعلق علیہ او فی طست و یغسل و یسقی الی قوله و علی الجواز عمل الناس
 الیوم و از ظاہر ہے کہ مختلف فیہ سے احتیاط افضل ہے گو ترجیح جواز کو ہے امد قیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 لنفسہ فیحتمل اظہار العبودیۃ و الاققرار و اما الغیرہ فیحتمل کونہ للتشریح و بیان الجواز و امار قیۃ
 جبرئیل علیہ السلام للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فیحتمل الدعاء لان القرآن کما یختلف دعاء و
 تلاوة للجنب کذلک یختلف دعاء و رقیۃ بالنیۃ اسی طرح تدوی میں کلام ہے لیکن میرے نزدیک
 ترک رقیۃ کی فضیلت ترک دواء سے بھی زیادہ ہے کیونکہ عوام کے لیے تدوی میں مفسد کا احتمال العبد ہے اور
 رقیۃ میں بعید نہیں۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

تنبیہ چہارم اصل عملیات میں پڑھنا ہے اور لکھ کر دینا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس شخص کے
 لیے جو پڑھنا نہ جائے وہ حدیث یہ ہے فی حصن الحصین و کان عبد اللہ بن عمر ویلقنہا من عقل

من ولادة ومن لم یعقل کتبا فی صک ثم علقها فی عنقه رواه ابوداؤد و الترمذی والنسائی والحاکم
 اب جوریسم عام ہر کہ جو لوگ پڑھ بھی سکتے ہیں وہ بھی تعویذ لکھواتے ہیں گو یہ جائز ہی مگر نفع اسکا کم ہے۔
تنبیہ پنجم اس میں چند مسائل اس بحث کے متعلق ہیں **مسئلہ** تعویذ اگر آیات قرآنی کا ہو اور وضو
 اُسکو لکھنا جائز نہیں **مسئلہ** ایسے تعویذ کو بے وضو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں البتہ اگر اوپر سے دوسرا
 جدا کاغذ لپٹا ہو تو جائز ہی قال فی رد المحتار قبیل فصل لنظر والمس ولا باس بان یشد الجنب و
 الحائض التعاویذ علی العضد اذا كانت ملفوفة **مسئلہ** اگر کسی کا فر کو تعویذ دینا ہو بہتر ہے
 کہ آیات قرآنی نہ لکھے بلکہ یا تو وہ حروف جدا جدا لکھدے یا ان حروف کے مہند سے لکھدے یا اور کچھ جائز
 عبارت لکھدے **مسئلہ** تعویذ جب کپڑے میں لپٹا ہو بیت الخلاء میں جانا جائز ہی فی رد المحتار قبل
 فصل النظر بورقة فلو نقش اسمہ تعالیٰ او اسم نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم استحب ان يجعل لفص
 فی کما اذا دخل الخلاء وان يجعله فی عینہ اذا استبنی قہستانی **مسئلہ** اگر آیات قرآنی اتیری
 پر لکھی جاویں تو اُنکے لکھنے اور چھونے کے لیے بھی وضو شرط ہی ایسے بہتر ہی کہ اگر طالب با وضو نہ ہو
 تو خود عامل اُسکو لکھ کر پانی سے دھو کر اُسکو دیدے۔

تنبیہ ششم جب تعویذ کی ضرورت نہ رہے بہتر ہے کہ اُس تعویذ کو دھو کر وہ پانی
 کسی پاک جگہ چھوڑ دے۔

تنبیہ ہفتم حق نے جن امور کو ناجائز لکھا ہے دلائل شرعیہ سے لکھا ہی اگر کسی مستند بزرگ کے
 کلام میں کوئی امر اسکے خلاف پایا جاوے تو خود اس میں کچھ مناسب تاویل کر لی جاوے باقی جو احکام
 دلائل شرعیہ سے ثابت ہیں وہ کسی طرح غلط نہیں ہو سکتے و اخرد عوننا ان الحمد للہ رب العالمین

اشرف علی التھانوی فی اللنگوہ فی یومین من منتصف شعبان **مسئلہ**

بعد وفات مولانا رشید احمد المحدث اللنگوہی الذی قلت لارحمہ

مولانا عاش حمید امانات شہید اشہرین واسبوع

بتدا ۱۲ خرداد ۱۲ خیراتی ۱۲ الخ ۱۲ متعلق بمعد ۱۲
 ۲۳ ۶۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صمیمہ رسالہ السننی فی احکام الرقی

سوال - ایک شخص بذریعہ حضرات بھوت پلید اور جن چڑیل وغیرہ دُور کرتا ہے جسکی ترکیب یہ ہے کہ دو چراغ گھی کے جلا کر سامنے رکھتا ہے اور پھر چراغوں کے سامنے قریب ہی آگ کے دو انگارے رکھ کر اسپر گھی جلاتا ہے اور چھوٹی عمر کے بچے کو پاس بٹھا کر ان چراغوں کی لو کے اندر دیکھنے کی ہدایت کرتا ہے اور وہ بچہ اُس میں دیکھتا ہے اور عجائب و غرائب مشاہدہ کرتا ہے اور سوال و جواب ہو کر بھوت وغیرہ اُتر جاتا ہے اور عمر کی شیرینی اور ایک مُرغ بھی در اگر مُرغ دستیاب نہ ہو تو بگری کی کلیجی پر پکا کر فاتحہ دیتا ہے اور فاتحہ کا ثواب و سطرۃ اشتر کے سلیمان پیغمبر علیہ السلام اور بلا شہید اور سلطان شہید اور برہان شہید کی روح کو پہنچاتا ہے اور شیرینی غریبوں کو تقسیم کر دیتا ہے اور مُرغ یا کلیجی خود کھاتا ہے باقی بچے تو زمین میں دفن کر دیتا ہے اور کسی مہادیویا کالی وغیرہ کا نام بالکل نہیں آتا اور نہ کسی وقت کسی قسم کی پوجا پاٹ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ منتر میں بھی کسی قسم کے الفاظ شرک کے نہیں تو کیا صورت مرقومہ میں اُس کا فیصلہ خلاف شرع شریف ہے یا نہیں اور اس سے ہزاروں مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا ہے اور کسی قسم کا اس شخص کو لالچ اور طمع نہیں ہے اور نہ کچھ لیتا ہے محض انسانی ہمدردی کی وجہ سے کرتا ہے اب ایک شخص نے اسکو اس فعل سے روکا ہے اور کہتا ہے یہ فعل نہ کیا کرو تو کیا یہ شخص یہ کام چھوڑ دے یا نہ چھوڑے۔

الجواب

میں نے جہاں تک تحقیق کیا اس عمل میں چند امور تحقیق ہوئے۔ اول جو کچھ اُس بچے کو مشاہدہ
 ہوتا ہے وہ کوئی واقعی شے نہیں ہوتی محض خیالی اور وہی اشیاء ہوتی ہیں جو عامل کی قوت
 خیالیہ کی وجہ سے اُس بچے کو معمول کے خیال میں شکل صور غار جیہ متشکل ہو جاتی ہیں گو عامل خود بھی
 اس راز کو نہ جانتا ہو اور یہی وجہ ہے کہ بچوں ہی پر یہ عمل ہو سکتا ہے یا کسی بیوقوف بڑی
 عمر کے آدمی پر بھی ہو جاتا ہے اور عاقل پر خصوصاً جو اس کا قائل نہ ہو ہرگز نہیں ہوتا پس اس تقدیر پر
 یہ ایک قسم کا خلع اور فریب اور کذب و زور ہے۔ دوسرے فائقہ کا وہ تاب جو ان بزرگوں کو
 پہنچایا جاتا ہے بعضے تو فرضی نام معلوم ہوتے ہیں اور جو واقعی ہیں یا گل کے گل واقعی ہوں
 تب بھی وجہ تخصیص کی سمجھنا چاہیے سو عاملین و عوام کی حالت سے تفتیش کرنے سے متیقن
 ہوا کہ وہ دفع آسیبین ان بزرگوں کو ذخیل اور فاعل سمجھتے ہیں پس لامحالہ ان کو ان دفعات
 پر اطلاع پانے والے پھر انکو دفع کر دینے والے یعنی صاحب علم غیب و صاحب قدرت
 مستقل سمجھتے ہیں اور یہ خود شرک ہے اور اگر علم و قدرت میں غیر مستقل سمجھا جائے لیکن عدم
 استقلال کی صورت میں ایماناً مختلف بھی ہو سکتا ہے مگر مختلف کا خیال و احتمال بھی نہیں
 ہوتا یہی اعتقاد شعبہ شرک کا ہے۔ تیسرے اکثر ایسے عملیات میں کلمات شرکیہ مثل نداء غیر اللہ
 و استعاذہ و استعانت بغیر اللہ ضرور ہوتا ہے اور عامل کا یہ کہنا کہ منتر میں کسی قسم کے الفاظ
 شرک کے نہیں ہیں اگر تا وقتیکہ وہ الفاظ معلوم نہ ہوں ایسے قابل اعتماد نہیں کہ اکثر عامل
 بوجہ کم علمی کے شرک کی حقیقت ہی نہیں جانتے۔ چوتھے مرغ و غیرہ کے ذبح میں زیادہ نیت
 وہی ہوتی ہے جو کہ شیخ سدوک کے بکرے میں عوام کی ہوتی ہے۔ رہا فائدہ ہو جانا اول تو اکثر
 وہ عامل کی قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے عمل کا اُسمین دخل نہیں ہوتا اور اگر عمل کا دخل بھی
 ثابت ہو جاوے تو کسی شے پر کسی اثر کا مرتب ہو جانا دلیل اسکے جواز کی نہیں بہر حال جس
 عمل میں یہ مفاسد مذکورہ ہوں وہ بلاشبہ ناجائز ہے البتہ جو اس سے یقیناً مترہ ہو وہ جائز
 ہے اور شاید بہت ہی نادر ہو و اللہ اعلم ۳ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ

الحق الصراح فی اجرة الانکاح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد الحمد والصلوة والسلام، اللہ تعالیٰ وعلیٰ رسولہ وآلہ واصحابہ الکرام بہت روز سے میرے دل میں خیال تھا کہ اس نکاح خوانی کی اجرت متعارفہ کے متعلق کچھ تحقیق کیا جاوے لیکن اتفاق سے آج کل خاص طور پر اسکا ایک استفتاء آ گیا چونکہ اسکا جواب قدرے مفصل لکھا گیا جس سے وہ ایک چھوٹے رسالہ کے برابر ہو گیا اسلیے بنیابست مضمون الحق الصراح فی اجرة الانکاح اسکا نام رکھنا مناسب معلوم ہوا وجہ استفتاء کی یہ ہوئی تھی کہ احقر نے ایک جگہ ایک حافظ صاحب کو نیابت سے منع کر دیا تھا اسلیے منیب کے صاحبزادہ نے بغرض اپنے والد ماجد کو کہ اُنکا قیام دوسری جگہ ہی حکم شرعی سے اطلاع دینے کے اسکی تحقیق کی فبارک اللہ تعالیٰ فیہم العباد محمد اشرف علیٰ عافی عنہ

سوال

حضرت اقدس جناب مولوی صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ حافظ صاحب نے رشتہ نکاح یہ فرما کر واپس کر دیا ہے کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اول تو یہ آمدنی ناجائز ہے اور اگر طوعاً وکرہاً جائز ہوتی بھی ہے تو اس طرح نا طائز ہو جاتی ہے کہ تم اسمین سے کچھ جزو قاضی صاحب کو دیتے ہو جو مقدمہ رشوت ہے رشوت جبر ہے تو جائز ہے بھی مگر یہ رشوت طبعی ہے بلا کسی دباؤ کے محض بغرض انتفاع اسلیے ناجائز ہے۔ جناب والد صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے جو اس کام کو خود انجام دیتے یا کوئی اور انتظام فرماتے لہذا میری عرض یہ ہے کہ اُنکی خدمت میں بذریعہ عریضہ کل احکام متعلقہ جو از و عدم جو از عرض کر دوں تاکہ انتظام میں سہولت ہو ورنہ خدا جلے کیا انتظام ہو اور ناحق متبلاے گناہ ہونا پڑے پس گزارش ہے کہ جناب ضرور احکام متعلقہ سے مطلع فرما کر سرفراز فرمائیں گے اور نیز اس سے بھی

مطلع فرما دینگے کہ آیا بطور تنخواہ دار کسی شخص سے یہ کام لیا جاوے تو جائز بھی ہے یا نہیں۔
اطلا غایہ بھی گزارش ہو کہ لوگ نکاح خوان کا حق صرف چار ہی آنہ خیال کرتے ہیں باقی ایک روپیہ
قاضی صاحب کے نام کا ہوتا ہے جسکو عطیہ یا نذرانہ جو کچھ بھی ہو کہنا چاہیے اور اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ
قاضی صاحب کے نام کا روپیہ انھوں نے نکاح خوان کو نہیں دیا خود اپنے آپ آکر دے گئے ہیں۔
مگر یہ ہو کہ اگر حافظ صاحب نے یہ کام نہ کیا تو اور لوگوں سے یہ امید نہیں کہ وہ مسائل کی تحقیق کرینگے
پس بہت سے نکاح خلاف شرع ہو کر نینگے۔

الجواب ومنذ التوفيق للصواب

اسکا مجمل جواب تو یہ ہے کہ مولانا محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسائلربعین میں ایک ایسے سوال کے
جواب میں خزانۃ الروایات سے استدلال کر کے اسکے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ وہ سوال جواب
مع روایت نقل ہوتا ہے (مسئلہ) بعد نکاح بہ قاضی دو کیل و شاہدان کہ از طرف عروس مخفی نیند
بخوشی خود بدون مطالبہ شان چیزی دادن جائزست یا نہ۔ (جواب) دادن این مردمان بدو
مطالبہ و جبر از طرف ایشان مباحست و اگر جبر کنند و خواہ مخواہ بکد و اصرار طلب نمایند و بگریزند
پس مباح نیست چنانچہ در کتاب خزانۃ الروایات مرقومست و مما سنہ القضاۃ فی دارالاسلام
ظلم صریح و دهوان یاخذ و امن الا لکتمہ شیئا ثم یجیزون او لیاء الزوج و الزوجۃ بالمناکحۃ
فانہم مالم یرضوا بشئی من اولیاء ہمال یجیز و ابذلک فان حرام للقاضی و المناکحۃ انتہی الجواب المذکور
قلت فکما ان الاجازۃ غیر متقومۃ لا یجوز العوض عنہا کذلک الحیاہ و العقود الفاسدۃ التی
ہی المنشاء فی الاکثر لہذا الاخذ کما سیاتی غیر متقومۃ لا یجوز لعوض عنہا۔

اور مفصل جواب یہ ہے کہ جو چیز کسی کو دی جاتی ہے اسکی دو حالتیں ہیں یا تو بعوض دیا جاتا ہے یا
بلا عوض اور جو بعوض دیا جاتا ہے دو حال سے خالی نہیں یا تو ایسی شے کا عوض ہے جو شرعاً متقوم و
قابل عوض ہے اور یا ایسی شے کا عوض ہے جو شرعاً متقوم و قابل عوض نہیں خواہ حقیقتہً جیسا عقود
باطلہ میں ہوتا ہے یا حکماً جیسا عقود فاسدہ میں ہوتا ہے اور جو بلا عوض دیا جاتا ہے وہ بھی دو حال سے خالی
نہیں یا تو محض طیب خاطر اور آزادی سے دیا جاتا ہے یا تنگی خاطر و کرہت قلب سے دیا جاتا ہے خواہ وہ

تنگی اور کراہت زیادہ ہو یا کم ہو یہ کل چار قسمیں ہوئیں۔ قسم اول جو مستقوم شرک کے عوض میں حاصل ہو
 قسم دوم جو غیر مستقوم شرک کے عوض میں حاصل ہو قسم سوم جو بلا عوض بطیب خاطر حاصل ہو
 قسم چہارم جو بلا عوض کبکراہت حاصل ہو۔ قسم اول بوجہ اجرت یا مثن ہونے کے اور قسم سوم
 بوجہ ہدیہ اور عطیہ ہونے کے حلال ہی اور قسم دوم بوجہ رشوت یا ربوا حقیقی یا حکمی ہونے کے اور
 قسم چہارم بوجہ ظلم یا جبر فی التبرع ہونے کے حرام ہی اب دیکھنا چاہیے کہ نکاح خوانی کی آمدنی
 کون قسم میں داخل ہوتا کہ اسکا ویسا ہی حکم ہو اگر قسم اول میں داخل کہا جاوے جیسا خود نکاح
 پڑھنے والے کی نسبت اسکا ظاہر احتمال ہو سکتا ہی کیونکہ جو خود نکاح پڑھنے نہ جاوے وہاں
 تو اسکا احتمال ہی نہیں البتہ نکاح خوان کے اعتبار سے ظاہر اسکا شبہ ہو سکتا ہی کہ یہ نکاح خوان
 کے اس عمل کی اجرت ہی مگر غور کرنے کے بعد یہ احتمال صحیح نہیں رہتا کیونکہ صحت اجارہ کے لیے
 شرعاً چند امور لازم ہیں وہ یہ کہ کام لینے والے کو پورا اختیار ہو جس سے چاہے کام لے اور کام
 کئے والے کو پورا اختیار ہو کہ کام کئے یا نہ کرے اور اسی طرح مقدار اجرت ٹھہرانے میں کام لینے
 والے کو پورا اختیار ہو کہ جب قدر چاہے کم کہہ سکے اور زیادہ ہر راضی نہ ہو اور کام کرنے
 والے کو بھی پورا اختیار ہو کہ جتنا چاہے زیادہ مانگے ان امور میں اپنی آزادی و اختیار سے
 منتفع ہونے میں ایک پر دوسرے کی طرف سے کوئی قطع یا ملامت مانع نہ ہو اور یہ سب امور مسئلہ
 مسحوت عنہما میں مفقود ہیں کیونکہ گو کام لینے والے کو اس میں تو آزادی حاصل ہی کہ کسی سے مفت
 نکاح پڑھوائے لیکن اگر وہ اجرت پر کسی نے شخص سے نکاح پڑھوائے مثلاً مجمع حاضرین میں سے
 کینفا اتفاق کسی کو کہدے کہ تم پڑھ دو اور وہ اجرت ٹکو دینگے یا اسی مقرر نکاح خوان سے کہے
 کہ تم دوسری جگہ اتنا لیتے ہو ہم تو اس سے نصف دینگے اگر نہیں پڑھتے تو ہم کسی دوسرے کو
 بلا لینگے یا اسی طرح اگر کام دینے والا نہ تو خود جاوے اور نہ اپنی طرف سے کسی کے بھیجنے کا اہتمام
 کرے بلکہ صاف جواب دیدے کہ کچھ ہمارے ذمہ نہیں یا یون کہے کہ گو اور جگہ سے ایک روپیہ
 لیتا ہوں مگر تم سے دس لوں گا چاہے لیچلو چاہے نہ لیچلو تو ضرور ان چاروں صورتوں میں ایک
 دوسرے کی طرف سے بھی اور عام سننے دیکھنے والوں کی طرف سے سخت ملامت ہوگی کہ لو صاحب
 ہمیشہ سے تو اس طرح جلا آ رہا ہی انھوں نے یہ نئی بات نکالی اور سب قائل معقول کر کے

اسی رسم قدیم پر اسکو مجبور کرینگے پس جب صحت اجارہ کے شرائط مفقود ہین تو اجارہ مشروعہ نہ رہتا
 پھر اجرت کہنے کی گنجائش کمان رہی پھر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ نکاح خوان بلا نیوالے کا
 اجیر نہیں سمجھا جاتا بلکہ خود اصل قاضی کے خیال میں بھی اور خود اس نائب کے خیال میں بھی اور دوسرے
 عوام کے خیال میں بھی اصل قاضی کا نوکر سمجھا جاتا ہی چنانچہ وہ قاضی اسکو جب چاہے معزول کر دیتا
 ہی اور اس صورت میں اسکا غیر مشروع ہونا اور زیادہ ظاہر ہی کیونکہ توکر کسی کا اور اجرت کسی کے
 ذمہ یہ خود باطل ہی اور شرع میں اسکی کوئی نظیر نہیں اور اگر قسم سوم میں داخل کہا جاوے جیسا خود
 نکاح نہ پڑھنے والی کی نسبت اسکا ظاہر احتمال ہو سکتا ہی کیونکہ جو شخص نکاح پڑھنے گیا ہی وہاں تو
 مفت ملنے کا احتمال ہی نہیں البتہ غیر نکاح خوان کے اعتبار سے ظاہر اعلیٰ عکس القسم الاول اسکا
 شبہ ہو سکتا ہی کہ یہ اسکو عطیہ و ہدیہ کے طور پر دیا گیا ہی جیسا سوال میں اس سے تعرض بھی ہی گیا غور
 کرنے کے بعد یہ احتمال بھی صحیح نہیں رہتا کیونکہ مشروعیت و ہدیہ کے لیے بھی چند امور لازم ہین وہ یہ کہ
 نہ تو دینے والا اسکو لینے والے کا اور نہ خود لینے والا اسکو اپنا حق سمجھے اور دنیا بھی ضروری نہ سمجھا
 جاوے اور اسی طرح مقدار ہدیہ میں دینے والے کو اختیار ہو کہ خواہ کم دے یا زیادہ دے غرض کہ نہ دینے
 میں بھی ملامت نہ ہو اور کم دینے پر بھی ملامت نہ ہو اور مسئلہ منجورت عنہا میں یہ امور بھی مفقود ہین کیونکہ
 گو بعض لوگوں کو اس میں آزادی حاصل ہی کہ بالکل نہ دین چنانچہ جو لوگ اس سے پورے واقف
 ہین کہ انکا کوئی حق نہیں وہ بالکل نہیں دیتے ہین اور اپنے ملامت بھی نہیں کی جاتی لیکن عوام میں سے
 جو لوگ دیتے ہین وہ بیشک ہی سمجھ کر دیتے ہین کہ انکا حق ہی خواہ بوجہ قدامت کے کہ انکے بڑوں سے
 یہ بات چلی آرہی ہی خواہ اس خیال سے کہ انکو اس کام پر سرکار نے مقرر کر دیا ہی خواہ بوجہ زمینداری
 کے کہ ہم ان کی رعایا ہین جیسا کہ مختلف مقامات پر مختلف عادات و خیالات ہین غرض دینے والے
 بھی حق سمجھتے ہین اور لینے والے بھی بعض ویسے بھی حق سمجھتے ہین چنانچہ بعض انہیں قرضخواہ ہون
 کی طرح مانگ مانگ بھیجتے ہین اور بعضے تدبیرات اور تقریرات سے اسکی کوشش کرتے ہین کہ عوام
 میں یہ خیالات جاگزیں رہین کہ یہ انکا حق ہی حتیٰ کہ اگر دوسرا ان ہی کی طرح اس کام کو کرنا شروع کر دے
 تو اس سے آزدہ اور اسکے درپے ہوتے ہین کہ یہ ہمارے حق میں خلل ڈالتا ہی اسلیطرح اگر کوئی
 بجائے روپیہ کے آندہ و آندہ دینا چاہے تو خود لینے والا بھی اور دوسرے لوگ بھی اسکو طریقہ مقررہ

کے خلاف سمجھ کر موجب ملامت قرار دینگے جب مشروعیت ہدیہ کے شرائط مفقود ہوں پھر ہدیہ کہنے کی گنجائش کمان رہی جب اس آمدنی کا قسم اول و سوم میں داخل نہ ہونا ثابت ہو گیا پس لامحالہ قسم دوم یا چہارم میں داخل ہوگی جسکی وجہ قسمین منقین کی تقریر نفی سے خود ظاہر ہو چکی ہے اور تنبیہ مکرر کے لیے اسکا خلاصہ پھر عرض کئے دیتا ہوں کہ بدون نکاح پڑھے دینا جیسا کہ اکثر تنبیہ کو ملتا ہے یا تو اس کے جاہ و قدامت و زمینداری کے عوض میں ہے اور یہ سب امور غیر متقوم ہیں تب تو یہ دینا رشوت ہوگا اور یا پابندی رسم کے سبب حق سمجھنے کی وجہ سے ہے تو یہ جبر فی التبرع ہوگا اور نکاح پڑھو اگر دینا جیسا اکثر نایاب کو اور کہیں تنبیہ کو ملتا ہے یہ اجارہ فاسدہ پر مبنی ہے اور خصوصاً جبکہ نائب نوکر قاضی کا سمجھا جاوے تو یہ آمدنی اجارہ غیر مشروعہ کی حکما ربا ہوگی جب اسکا قسم دوم یا چہارم میں داخل ہونا ثابت ہو گیا تو ان دونوں قسموں کا جو حکم تھا یعنی عدم جواز وہ بھی ثابت ہو گیا اور یہ تقریر تو اس عمل کے نفس حقیقت کے اعتبار سے تھی اور اگر اسکے ساتھ ایک امر خارجی کو بھی ملاحظہ فرمایا جاوے جو کہ وقوع میں اسکا مقترن ہے وہ یہ کہ اکثر جبکہ عادت ہے کہ نکاح خوانی کے لیے بلانے والا تو دو ظن والا ہوتا ہے اور نکاح خوانی دلو اتے ہیں دو ظا والے سے اور وہ بوجہ پابندی رسم کے خواہ مخواہ دیتا ہے جو کہ شرعاً محض ناجائز ہے کہ بلا وجوب شرعی کسی سے کوئی رقم اُسکو ضروری و لازم قرار دیکر وصول کی جاوے تو اس عارض کی وجہ سے اسکا عدم جواز اور زیادہ ہوگا جو بایک غرض باعتبار نفس عمل کے بھی اور باعتبار اس عارض کے بھی یہ رقم ناجائز ٹھہری اور یہ تمام کلام خود لینے والے کے اعتبار سے ہے اور دوسرے کو دینا جیسا نائب کے ذمہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ ایک بڑا حصہ اس رقم کا اپنے منیب کو دے سو یہ دینا محض اس بنا پر ہوتا ہے کہ اس نے مجھ کو اس کام کے لیے اجازت دی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اجازت دینا شریعت میں امر غیر متقوم ہے اور غیر متقوم کے عوض میں دینا رشوت ہے اور رشوت بلا ضرورت دفع ظلم دینا حرام ہے پس اس دینے والے کو ایک گناہ رشوت دینے کا اور زائد ہوا غرض جو صورتیں اسکے متعارف ہیں اس میں کسی کو نہ لینا جائز ہے اور نہ دینا جائز ہے اور اس میں نائب و منیب اور شادی والے سب آگئے جیسا بوجہ اکل و ابسط اسکے تفصیل گذر چکی اب ان متعارف صورتوں کے علاوہ دو صورتیں اور رہ گئیں جن میں ظاہر جواز کا احتمال معلوم ہوتا ہے ایک یہ کہ بطور اجارہ کے قاضی کسی کو نوکر رکھ کر اُسکی تنخواہ مقرر کر دین اور اُس سے کام لین جس سے سوال

میں اس سے بھی تعرض ہو دوسرے یہ کہ بطور شرکت تقبل کے قاضی میں اور دوسرے کسی شخص میں
 باہم قرض داد ہو جاوے کہ دونوں نکاح پڑھا کرین اور جو کچھ دونوں کو آمدنی ہو وہ فلان نسبت سے
 باہم تقسیم کر لیا کرین سو تامل کرنے کے بعد ان میں بھی جو از نہیں معلوم ہو تا مثلاً اول صورت میں اگر
 اس کو اجیر خاص کہا جاوے تو اس میں دوسری نوکری نہیں کر سکتا حالانکہ اس میں نائب کو اسکی
 ممانعت نہیں ہوتی اور اگر اجیر مشترک کہا جاوے تو اجیر مشترک ہر شخص کا جو کام چاہے کر سکتا ہے
 حالانکہ یقینی بات ہے کہ اگر قاضی کو معلوم ہو جاوے کہ یہ نائب کچھ نکاح میری طرف سے پڑھتا ہے
 اور کچھ دوسرے شخص کی طرف سے جو اتفاقاً مثل قاضی کے وہ بھی یہی کام کرتا ہو تو یقیناً اس نائب کو
 مغزول کر دے گا پھر دونوں شقوں میں مخدور مشترک یہ ہے کہ خود قاضی میں اور اہل تقریب میں باہم کوئی
 عقد اجارہ نہیں ٹھہرتا پھر اس قاضی کو اجرت لینا کس طرح جائز ہوگا اور اگر کہا جاوے یہی نائب کالتہ
 اہل تقریب سے عقد اجارہ ٹھہرائے جو مثل قبول قاضی کے ہوگا اسکا جواب ایک تو اور دونوں شقوں
 کے جدا جدا مخدور سے معلوم ہو گیا کیونکہ جواز اور عدم جواز کے مقضیات جمع ہونے سے عدم جواز
 کا مقضی ٹوٹ ہوگا دوسرا جواب آگے شرکت تقبل کے مخدور سوم میں آتا ہے یہ تحقیق تو اول صورت
 کی ہوئی اور دوسری صورت یعنی شرکت تقبل اولاً تو ایسا واقع نہیں کیونکہ قاضی کو جو ملتا ہے اس میں
 سے نائب کو کچھ نہیں دیا جاتا دوسرے ہدایہ کتاب القسمة میں مصرح ہے کہ جو لوگ تقسیم کا کام اجرت پر
 کرتے ہوں حاکم اسلام کو چاہیے کہ انکو باہم شریک نہ ہونے دے کہ عمل تقسیم کی اجرت گران نہ ہو جاوے
 یہی حال ہے نکاح خوانی کا کہ ضرورت اسکی دنیا اور دین دونوں اعتبار سے ہر شخص کو پڑتی ہے اور اکثر
 نکاح خوان لوگ باوجاہت ہوتے ہیں اگر سب جدا جدا رہینگے ہر شخص ارزان بلیگا اور اگر سب
 شریک ہو گئے تو گران ہو جاوینگے تیسری خرابی وہی ہے جو قسم سوم کی نفی میں مذکور ہوئی ہے کہ عرفاً
 یہ قاضی کا حق مختص سمجھا جاتا ہے ظاہر ہے کہ اختصاص کا کوئی استحقاق نہیں اور جو شخص قاضی یا نائب
 قاضی کو بلاتا ہے اسی استحقاق و اختصاص کی بنا پر بلاتا ہے پس قاضی کا اجیر بنا نا جب اس بنا پر
 فاسد پر مبنی ہے تو خواہ وہ بالانفراد اجیر ہو جیسا ابھی صورت اولی میں مذکور ہوا جس میں حوالہ اسی
 مخدور سوم کا دیا گیا ہے اور خواہ بالاشترک اجیر ہو جیسا اس صورت دوم میں فرض کیا گیا ہے
 ہر حالت میں بناء الفاسد علی الفاسد کے سبب ناجائز ہوگا پس سابقہ متعارف صورتیں اور اخیر کی

غیر متعارف صورتیں سب ناجائز قرار پائیں البتہ اگر مثل دیگر معمولی اجارات تعلیم اطفال وغیرہ فیسی اور
دوسری صنعتوں اور حرفوں کے اسکی بھی حالت رکھی جاوے کہ جسکا دل چاہے جسکو چاہے بلاوے اور
کسی کی خصوصیت نہ سمجھی جاوے اور جس اجرت پر چاہیں جانیں رضامند ہو جاوے کوئی اپنے کو اصل
مستحق قرار دے نہ دوسروں کے ذہن میں اسکو پیدا کیا جاوے اور اگر اتفاق سے کوئی دوسرا یہ کام کرنے
لگے نہ اُس سے بچ و آزر دگی ہو اگر نائب نیابت سے دست بردار ہو کر خود مستقل طور پر یہ کام شروع کرے
نہ اُس کی تکلیف ہو اور شہر میں جتنے چاہیں اس کام کو کریں اُن سب کو آزاد سمجھا جاوے ہاں جو اس کا
اہل نہ ہو اُس کو خود ہی جائز نہ ہو گا وہ ایک عارض کی وجہ سے روکا جاوے گا جیسا کوئی امام اگر
قرآن صحیح نہ پڑھتا ہو امامت سے روکا جاوے لیکن جو بہت سے آدمی اسکے اہل ہوں تو اُن میں
مختلف و متعدد آدمی اس کام کو کر نیکیے مختار سمجھے جاتے ہیں اسطرح اس نکاح کو ساتھ معاملہ کیا جاوے اور نیز
بُلانے والا اپنے پاس سے اجرت دے دو لھا والوں کی تخصیص نہ ہو اسطرح البتہ جائز اور درست ہے
غرض دوسرے اجرت کے کاموں میں اور اسپن کوئی فرق نہ کیا جاوے یہ تحقیق ہے اس اجرت نکاح خوانی
کے متعلق اور جو مضمون اخیر میں مکر کے عنوان سے لکھا ہے اُسکا جواب بہت واضح ہے کہ دوسرے
شخص کے دین سوار نے کے لیے اپنا دین بگاڑنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ اُسکا دوسرا
طریقہ بھی ممکن ہو جیسا کہ احقر نے ابھی عرض کیا تھا کہ اس پیشے کو عام رکھا جاوے مگر نا اہل کو نہ بلایا جاوے
اسکا تو کام لینے والے خود یا کسی ذی علم سے دریافت کر کے انتظام کر سکتے ہیں دوسرے یہ کہ اس انتظام
متعارف میں بھی مشاہرہ کیا جاتا ہے کہ بہت جگہ نا اہل اس کام کو کر رہے ہیں پھر اس انتظام کی پابندی
سے شرعاً کون نفع خاص ہو اور پابندی نہ کرنے سے کون ضرر خاص ہو پھر یہ کہ قاعدہ شرعی ہے
کہ جب کسی امر میں مفسدہ و مصلحت جمع ہو جاوے مفسدہ مؤثر ہو تاہم مصلحت مؤثر نہیں ہوتی پھر اگر اس
مصلحت کو تسلیم بھی کیا جاوے تو اس قاعدے کی بنا پر اُس عمل کی اجازت نہ دی جاوے گی واللہ
اعلم و علما تموا حکم۔

کتبہ اشرف علی التھانوی عفا عنہ

۲۱ محرم ۱۳۲۳ھ

التوزیع عن فساد التوزیع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد الحمد والصلوٰۃ یہ چند سطور میں جنہیں آج کل کے چند متعارفہ کے متعلق کچھ ضروری احکام مذکور ہیں۔ باعث اس تحریر کا یہ ہوا کہ اس وقت بوجہ اسکے کہ اہل اسلام کے پاس مصارف مفیدہ عامۃ میں صرف کرنے کے لیے کوئی سرمایہ ذخیرہ کافی نہیں ہے ایسے موقع کے لیے چندہ کی ضرورت پڑتی ہے جس کے فی نفسہ کلیاً و جزئاً جائز اور منقول ہونے میں کوئی کلام نہیں لیکن بوجہ ضعف قوت علمیہ یا علمیہ میں بعض مفاصد منضم ہو گئے ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت سے بھی مجال انکار نہیں اس لیے انہیں سے کثیر الوقوع مفاصد کو کہ مجموعہ اُن کا ساتھ میں مع طریقہ اصلاح مختصر عرض کرتا ہوں امید ہے کہ ان مفاصد کے دلائل سے کہ اصول میں دوسرے مفاصد فرعیہ غیر مذکورہ کا حکم بھی معلوم ہو سکتا ہے۔

۱۰
فی القاموس
وعدہ توفیقاً
کفوالابل
عن الماردی
۱۱
فی القاموس
القسمۃ و التفریق
۱۲

مفسدہ اولی

بعض اوقات یہ نہیں غور کیا جاتا کہ ہم جس کام کے لیے چندہ جمع کرتے ہیں وہ فی نفسہ امر محمود بھی ہے یا نہیں چنانچہ اکثر رسوم یا تفاخر یا بدعات کی ترویج و تقویت کے لیے چندے ہو کر تے ہیں جو خود ناجائز ہے مثلاً مساجد میں فضول تزئین و نقش و نگار یا گنبدو منار کے لیے یا مدارس میں جلسہ سائے تفاخر و تکاثر کے لیے یا خانقاہوں میں اعراس وغیرہ کے لیے یا رمضان میں ختم قرآن کی شہرہ سنی یا محرم میں تعزیر کے لیے یا شب برات میں آتشبازی کے لیے یا ربیع اول میں اس زمانے کی مجالس مولید کے لیے و مثل ذلک کہ یہ سب امور علی التفاوت خلاف شریعت و خلاف سنت ہیں۔ سو اس کی اصلاح یہی ہے کہ ایسے امور کے لیے چندہ لینا اور دینا ترک کر دیں۔

مفسدہ ثانیہ

بعض اوقات یہ نہیں دیکھا جاتا کہ چندہ دینے والا حلال سے دیتا ہے یا حرام سے حالانکہ اول تو حرام مال کا صرف کرنا ہر جگہ بُرا ہے پس نیک کام میں اور بھی زیادہ بُرا ہے چنانچہ ہر قسم کے ہلکاروں سے رشوت خواروں سے ہر قسم کے دکا و مختاروں سے ہر قسم کے زمینداروں سے غاصبوں اور ستمگاروں سے سود خواروں سے ہر قسم کے دوکانداروں کے غابازوں دروغ شعاروں سے بلکہ بعضے بعضے ڈوم بھانڈو کسی سے بھی غرض جہاں سے ہاتھ لگے بے تکلف لے لیتے ہیں حالانکہ انہیں بعضے تو پیشے ہی بُرے ہیں اور بعضے پیشے گو جائز ہیں لیکن بے احتیاطی سے اپنی آمدنی کو حرام کر لیتے ہیں پس جس شخص کا حال یقیناً یا غالب قرائن سے معلوم ہو وہاں بافتیش لینا جائز نہیں اور تفتیش کے بعد بھی اگر وہ دعویٰ کرے کہ میں نے یہ رقم احتیاط شرعی کے ساتھ دی ہے تو یہ شرط ہے کہ اُسکے صدق کی دل گواہی بھی دیتا ہو تب البتہ جائز ہے اور اگر شبہ ہی نہ ہو تو معذور ہے

مفسدہ ثالثہ

اکثر اسپر اصلاً نظر نہیں ہوتی کہ یہ رقم یا اسباب جو یہ شخص دیتا ہے اسکی خالص ملک ہے یا کسی حقدار وارث یتیم وغیرہ کا حق بھی اسپر مخلوط ہے اکثر جگہ ترکہ مشترکہ میں سے نقد یا اسباب بکشت یا چندہ دواجی کے طور پر آتا ہے اور اُس کو حلال طیب سمجھا جاتا ہے چنانچہ بعض اوقات کوئی چندہ گزار مر جاتا ہے تو اُسکے ورثہ کو لکھا جاتا ہے کہ یہ ایک خیر جاری ہے امید ہے کہ آپ بھی اسکو جاری رکھیں گے وہ وارث ریاست مشترکہ میں سے جاری کر کے اطلاع بھی کر دیتا ہے اور منتظیلین شکر گزاری کے ساتھ لے لیتے ہیں بلکہ اُسکی مرع و ثنا چھاپتے ہیں اور اُن لوگوں کو اس مسئلہ کی نہ اطلاع کریں نہ اُسے تفتیش کریں کہ آپ نے کس طرح مقرر کیا ہے حالانکہ شے مشترکہ میں تصرف کرنا بدون رضائے شرکاء کے جبکہ وہ سب بالغ ہوں بالکل حرام ہے اور نابالغ کی رضا و اذن بھی معتبر نہیں ایسے ایسے موقع پر دینے والے کو سمجھا دیا جاوے کہ اگر تم کو دینا ہے تو اپنے غیر مشترک مال سے دو یا مشترک کو تقسیم کر کے پھر اپنے حصے سے دو یا مخصوص کسی شخص کے مرنے کے بعد عموماً عادت ہے کہ اُسکے کپڑے جوڑے بلا تقسیم بین الورثہ باوجود بعض کے نابالغ ہونے کے مدارس یا مساجد میں پھینکے جاتے ہیں اور کارکن ختمین بڑی شکر گزاری سے اُسکو لے لیتے ہیں اسی طرح شادیوں میں جو رسم ہے

کہ دختر والادولھا والے سے بچ لیتا ہے اُسین کچھ مساجد و مدارس کی بھی رقم ہوتی ہے یہ آمدنی بالکل ہی ناجائز ہے اسکا بہت ہی خیال چاہیے۔

مفسدہ رابعہ

اکثر بلکہ قریب قریب علی الدوام اسکا بالکل لحاظ نہیں کیا جاتا کہ جس شخص سے یہ رقم وصول کی گئی ہے آیا یہ شخص بالکل خوشدلی سے دے رہا ہے یا یہ کسی خاص شخص کی وجاہت اور دباؤ یا عام مجمع کے شرم و لحاظ سے دے رہا ہے اور یہ وہ آفت ہے جس سے غالباً خواص و اہل علم بھی بہت کم محفوظ ہیں بلکہ اسکے قبح کی طرف التفات ہی نہیں ہوتا بلکہ بالعکس اسکو اپنی اعلیٰ درجے کی کارگزاری اور محسن سعی اور ہوشیاری اور موجب ثواب و شعبہ دینداری سمجھتے ہیں اور اس آیت کے مصداق بنتے ہیں الذین ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعاہ اور اس مجموعی تحریر کا اصلی محرک یہی جزو زیادہ ہے کہ اسین ابتلا بھی عام اور اشد ہے اسلیے اس باب میں خاص طور پر توجہ فرمائیے اور اسکے متعلق دلائل صحیحہ صریحہ سنیے قرآن مجید میں ہے لایستعلون الناس لکما نآ آورد دوسری آیت میں ہے فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوه ہنیئاً مریئاً اور حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا الا لاطلوا الا لایجل مالاً مرعی الا بطیب نفس منہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان والدارقطنی فی المجتبیٰ اور دوسری حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تلحفوا فی المسئلۃ فواللہ لایسألنی احد منکم شیئاً فتخرج له مسئلۃ منی شیئاً واناکہ ککارہ فیبارک لہ فیما اعطیتہ رواہ مسلو اور تیسری حدیث میں ہے لیس للسرع الاما طابت بہ نفسا ماہ رواہ الطبرانی کذا فی تخریج الزلیعی اور چوتھی حدیث میں ہے المسلمون سلما المسلمون من لسانہ ویدہ رواہ البخاری اور پانچویں حدیث میں ہے لایجل لہ ان یشوی عندہ حتی یخرجہ متفق علیہ یہ سات دلیلین کتاب و سنت کی ہیں۔ آیت اولیٰ میں سیاق کلام و تفسیر متقا سولیت کربال کرنے کی اور کسی کوتنگ کرنے اور بار ڈالنے کی مذمت مفہوم ہوئی۔ اور آیت ثانیہ میں جو انہ اکل کو معلق فرمایا طیب نفس کے ساتھ اور حدیث اول میں ایسے مال کے حرام ہونے کی صحت

نصرت ہے جو بلا طیب نفس لیا جاوے اور اُسکے حرام ہونے کو زیادہ مؤکد فرما دیا کہ اُسکو نئی عن ظلم
 کے ساتھ مقرون فرمایا جس میں اشارہ اس طرف ہے کہ یہ بھی ظلم ہے اور ظلم خود حرام اور گناہ کبیرہ ہے
 حدیث دوم میں الحاف یعنی تنگی و ربار ڈالنے کو صیغہ نہی کے ساتھ جو کہ تحریم کے لیے موضوع ہے منع فرمایا جس سے صفت
 معلوم ہو گیا کہ یہ احرام ہے اور یہ بھی فرما دیا کہ جو رقم کر اہت نفس کے ساتھ بدون طیب خاطر کے وصول کیا وہی اُس میں برکت
 نہ ہوگی اور ظاہر ہے کہ حلال ہمیشہ بابرکت ہوتا ہے اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ یہ حلال نہیں اور حدیث
 سوم میں بھی جو از استفاع کے لیے جو کہ مدلول حرف لام کا ہے طیب نفس کو شرط فرمایا اور حدیث
 دوم و سوم میں اتنی بات اور معلوم ہو گئی کہ جیسے عام لوگوں کو تنگ کرنا اور دباؤ ڈالنا حرام ہے
 اسی طرح سلاطین و ملوک کو بھی تنگ کرنا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ مدار اس دباؤ ڈالنے کی حرکت کا
 ناداری نہیں جیسا بعض لوگ سمجھا کرتے ہیں کہ فلا نے کے پاس بہت مال ہے اگر دباؤ ڈال کر لے لیا
 تو کیا حرج ہے کچھ گھانا تھوڑا ہی آجاوے گا۔ یہ حدیثیں اس خیال کی صاف تفسیخ کرتی ہیں۔ حدیث
 یہ چارم سے کلیتہً معلوم ہوا کہ کسی کو ناحق انڈا ہونچا نازبان سے یا برتاؤ سے خلاف شان اسلام ہے
 یہ بھی مستلزم نہی کو ہوا۔ اور حدیث پنجم سے معلوم ہوا کہ جب مہمان کو جو کہ ایک گونہ صاحب حق بھی ہے
 درست نہیں کہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگ ہو جاوے تو معمولی چندہ وصول کر نہ والے
 جو کہ کچھ بھی حق نہیں رکھتے تنگ کر نیسے کیونکہ گنہگار نہ ہوں گے۔ اسی طرح بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں
 کہ ہم اپنی ذات کے لیے نہیں مانگتے دین کے لیے مانگتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ دین کا کام تو وہ جب ہی
 ہے جب دین کے حکم کے موافق ہو ورنہ جب وہ دین کے خلاف ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوئی
 جو کہ اصلی مقصود کار دین سے تھا پھر کیا فائدہ ہوا اب اس وقت کی حالت موجود دیکھئے کہ اکثر چندہ کی
 فرست اہل وجاہت کے ہاتھوں بھی جاتی ہے جمعون میں ایسے ہی لوگ کھڑے کیے جاتے ہیں وہ ایک
 ایک کے سامنے با مخصوص جاتے ہیں اور خاص خطاب سے تحریک کرتے ہیں بعض دفعہ خود محرک
 کی جاہت سے بعض جگہ جمع کی شرم سے گودا نہ چاہیں بلکہ دل چاہے مگر ملامت اور سختی کے خیال سے مجبوری دینا پڑتا ہے بعض وقتا
 کم دین والے کو ملکہ جاتا ہے کہ یہ رقم آپ کی حیثیت سے کم ہے اور دین بچھیا دوسرے شخص کو جو کہ اسکے برابر یا اس سے بھی کم ہے زیادہ
 رقم دیتا ہوا دیکھ کر جھپٹتا ہوا اس سے کہہ دینے میں اپنی سبکی سمجھتا ہوا دباؤ ڈالنا گواہی دیتا کہ اس طرح شادی نہیں فرج کی تو
 ودر سے کی رقم بھی ہوتی ہے لکھ کر دلوں کو دیتے ہیں اور اُن سے وصول کرتے ہیں ہرگز اس رقم کا

لینا درست نہیں اسلئے اکثر مدارس میں چندہ کی فہرست میں بقایا چھاپا جاتا ہے بعض جگہ نادہندوں کی فہرست الگ چھانٹ کر شائع کی جاتی ہے اس نصیحت و رسوائی کے خوف سے بعض لوگ دیتے رہتے ہیں یہ سب محتمل کراہت نفس ہے اور طیب نفس کا اس میں یقین یا غلبہ ظن نہیں اسلئے اسکی بہت احتیاط چاہیے اور احتیاط کا طریقہ یہی ہے کہ خاص خطاب نہ کریں اور عام خطاب میں بھی دباؤ کے کلمات نہ کہیں ضرورت کی اطلاع کے ساتھ تصریح کر دیں کہ حسب قدر جسکی خوشی ہو اور آسانی سے دے سکے شریک ہونا موجب ثواب ہے اور چندہ کی بقایا اور نادہندوں کی فہرست شائع نہ کریں آخر خاص طور پر بھی تو اہلکو اطلاع ممکن ہے اور خاص تحریر یا تقریر میں بھی آزادی کے عنوان سے تحریک کریں کہ آپسے اصلاً گرائی نہ ہو بلکہ بعض اوقات تو صورت بھی اجازت اور رضا نہیں ہوتی جیسے بعض قوموں میں گولگاہ حق یا راس پر کوئی رقم بائع یا مشتری سے لینے کا دستور اور رواج شائع ہے۔ یہ چار مفسدے تو آمدنی کے متعلق ہیں آگے تین مفسدے خرچ کے متعلق پیش آتے ہیں۔

مفسدہ خامشہ

یہ کہ اکثر چندہ کے مال کو بڑی بے دردی سے فضول اخراجات میں صرف کرتے ہیں اسراف خود حرام ہے مال امانت میں اور زیادہ بُرا۔

مفسدہ سادشہ

اکثر ایسی بے احتیاطی ہوتی ہے کہ اگر مختلف مدت کا چندہ ہے تو کچھ تاویل کر کر اگر ایک دو کا دوسرے میں دوسرے کا تیسرے میں غرض گڈ بڈ کر کے اسطرح صرف کرتے ہیں کہ جیسے متوالی یا ہتم صاحب کی ملک ہے اور ان کو ہر طرح تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہے خوب سمجھ لینا چاہیے کہ شخص اس مال میں وکیل اور امین ہے خلاف اذن اور رضا سے مؤکل جتہ برابر بھی تصرف کرنا بالکل حرام ہے۔

مفسدہ سابعہ

بعض اوقات کچھ رقم چندہ کی بیچ جاتی ہے اسکو بھی منتظم یا تو خود خورد برد کرتا ہے یا اپنی راس سے

کسی دوسرے کام میں لگا رہتا ہے یا درکھو کہ جو بچا ہے اگر یہ رقم دوسرے اشخاص کے رقم کے ساتھ مخلوط نہیں تھی تب تو خاص اسی کی ملک ہے اُس سے اطلاع کر کے اجازت لینا چاہیے اور اگر سب مخلوط تھی تو وہ باقی رقم سب کے بقدر حصہ مشترک ہے سب سے اجازت لینا چاہیے اور اگر بعض کا پتہ نہ ہو تو اُسکے حصے کی رقم ~~کے~~ مثل نقطہ کے ہے اور جو حصہ دار معلوم ہیں اُن سے اجازت اور اُنکی رضا حاصل کرنا ضرور ہے۔

التاس خاتمة

اور یاد رکھنا چاہیے کہ ان مفاسد میں اکثر متعلق بحقوق العباد ہیں اور اُنکی اصلاح نہ کرنے سے حقوق العباد میں مبتلا ہوگا جسکے واسطے احادیث میں وعید شدید وارد ہیں نمونے کے طور پر کچھ مختصر لکھا جاتا ہے۔

حدیث اول۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت بھر زمین طلا دیا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسکو ساتون زمینوں کا طوق پہنا دینگے (مشکوٰۃ باب الغصب العار فیصل اول)

حدیث دوم۔ ابو جہرہ قاسمی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستم ظلمت کرو اور آگاہ رہو کسی شخص کا مال بغیر اُسکی خوشدلی کے حلال نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ باب الغصب فیصل دوم)

حدیث سوم۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کی زمین ناحق لے لے وہ قیامت کے روز ساتون زمینوں میں دھنسا یا جاوے گا۔ (مشکوٰۃ باب الغصب فیصل سوم)

حدیث چہارم۔ یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کی زمین ناحق لے لے اُسکو محشر میں ماسکی مٹی اٹھانے کی تکلیف دی جاوے گی۔ (فیصل سوم باب الغصب)

حدیث پنجم۔ اور یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلماً دبا لے اللہ تعالیٰ اُسکو تکلیف دینگے کہ اُس زمین کو ساتون زمینوں تک کھودے پھر اُسکو روز قیامت کے ختم تک جب تک لوگوں میں فیصلہ ہے اُن ساتون زمینوں کا طوق پہنایا جاوے گا (فصل سوم باب الغضب)

حدیث ششم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ظلم قیامت کے دن (ظالم کیلئے) تاریک ہو گا سبب ہو جاوے گا (باب الظلم فصل اول)

حدیث ہفتم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ذمے اپنے بھائی مسلمان کا کوئی حق ہو خواہ آبرو کے متعلق ہو یا اور کچھ ہو تو اُسکو چاہیے کہ اُس وقت سے پہلے پہلے معاف کر لے کہ جب نہ دینا رہو گا نہ درہم ہو گا اگر کوئی عمل نیک ہو گا بقدر حق کے وہ عمل لے لیا جاوے گا اور اگر نیک عمل ہو گا صاحب حق کے گناہ لیکر اُس پر لا دیا جائے گا (باب الظلم فصل اول)

حدیث ہشتم اور نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی طرف خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ جاننے ہو مفسس کسکو کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مفسس ہمارے اندر وہ ہے کہ جسکے پاس نہ درہم ہو نہ اور کوئی سامان ہو حضور نے فرمایا کہ میری امت میں مفسس وہ ہے کہ قیامت کے روز نماز، روزہ، زکوٰۃ کی دولت لیکر آوے گا ایک شخص آوے گا کہ اُسکو سنے سب و شتم کیا ہو گا ایک آوے گا کہ اُسکو تممت لگائی ہو گی ایک آوے گا کہ اُسکو اسنے ناحق مار ڈالا ہو گا کسی کا مال کھا گیا ہو گا کسی کو مارا پٹیا ہو گا پھر ہر ایک کو اُسکی نیکیوں (کی دولت) سے حق دیا جاوے گا پھر اگر نیکیاں ختم ہو جاوے گی اور حقوق باقی رہیں گے تو اہل حقوق کی خطائیں لیکر اُسپر ڈال دی جاوے گی پھر اُسکو جہنم میں جھونک دیا جاوے گا (باب الظلم فصل اول)

حدیث نهم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن تم کو حقوق ادا کرنا پڑیں گے یہاں تک کہ بے سنگ والی بکری کے واسطے سنگ والی بکری سے بدلہ لیا جاوے گا (یعنی اگر سنگ والی نے اُسکو مارا ہو گا) (باب الظلم فصل اول)

حدیث ڈرامہ - حضرت اوس بن شریحیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ظالم کے ساتھ اسکی تقویت کے واسطے چلے اور وہ جانتا ہی ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔ (باب الظلم فصل ثالث) کتبہ اشرفی تھانوی عفی عنہ

اشتمار واجب الاعتبار - اس کتاب کے مصنف بالکمال حضرت مولانا شاہ غمراشرف علی صاحب خنی جتپتی بڑھنظم کی تمام تصانیف نہایت عمدہ صحیح و موثق بہاری فرمائش سے سفید چمکنے کاغذ پر چھپی ہوئی جہاں سے پاس ہر وقت کافی تعداد میں عرض فرماتے موجود رہتی ہیں جو عند اللطلب بہت جلد کفایت تمام شائقین کا خط آتے ہی روانہ کر دی جاتی ہیں ان کے علاوہ اور بھی عمدہ فیکر کتابیں موجود ہیں اپنا نام نامی مع پوسٹ کے لکھ کر ضرور طلب فرمائیے۔ مولانا محمد خنی تاجر کتب کا پڑھ چکا پور مکان نمبر ۶۳ سابق عربی مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور۔

نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت
ہفت قسمی گوہر صحیح عمدہ مطبوعہ محمد شمس الملک اس کتاب میں خاص مردوں مسائل جو اور فقہ کی کتابوں میں کہلتے ہیں نہایت آسان اور عام فرمادہ ہیں بیان کئے گئے ہیں اور مزید بیان آخر کتاب میں ان ماریوں کی بھی تفصیل اور شریح کی گئی ہے جو خاص مردوں ہی کو لاحق ہوا کرتی ہیں ان ماریوں کے بیان ہی یہ لکھا نہیں گیا ہے بلکہ ان ماریوں سے دفع ہونے کی تہذیب بھی جناب صاحب کے اقوال سے بتائی گئی ہیں اور ہر ایک مرض کے لیے خوب نسخہ بھی جو طبیعت اور ڈاکروں سے باوجود نوالہ اور صرف زرخیز کے ہاتھ نہ لگ سکیں لکھ دیے گئے ہیں غرضکہ کتاب مردوں کے لیے بہت ہی مفید ہے ہر ایک آدمی کے پاس ایک ایک نسخہ موجود رہنا ضروریات سے ہے	شامل جو رد و سلام کریاں ایسی کتاب ایک تیار نہیں ہوئی اس کتاب میں لکھا ہے بیانیہ کیا ہے قیمت ۲۰ سو اعطاء اشرفی صحیح عمدہ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ اس جہی کئی بار تصحیح کر کے چھاپا گیا ہے اس کے اول میں بھی نام اور آخرین میں ہر قسم کے واسطے موجود ہے قیمت ۲۰	مطبوعہ قلم ۱۳۲۳ھ اس مختصر سائے میں تمام اسلامی حقوق کو بیان کیا ہے قیمت ۲۰ سو اعطاء اشرفی صحیح عمدہ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ اس جہی کئی بار تصحیح کر کے چھاپا گیا ہے اس کے اول میں بھی نام اور آخرین میں ہر قسم کے واسطے موجود ہے قیمت ۲۰	شامل جو رد و سلام کریاں ایسی کتاب ایک تیار نہیں ہوئی اس کتاب میں لکھا ہے بیانیہ کیا ہے قیمت ۲۰ سو اعطاء اشرفی صحیح عمدہ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ اس جہی کئی بار تصحیح کر کے چھاپا گیا ہے اس کے اول میں بھی نام اور آخرین میں ہر قسم کے واسطے موجود ہے قیمت ۲۰	شامل جو رد و سلام کریاں ایسی کتاب ایک تیار نہیں ہوئی اس کتاب میں لکھا ہے بیانیہ کیا ہے قیمت ۲۰ سو اعطاء اشرفی صحیح عمدہ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ اس جہی کئی بار تصحیح کر کے چھاپا گیا ہے اس کے اول میں بھی نام اور آخرین میں ہر قسم کے واسطے موجود ہے قیمت ۲۰
ہفت قسمی گوہر صحیح عمدہ مطبوعہ محمد شمس الملک اس کتاب میں خاص مردوں مسائل جو اور فقہ کی کتابوں میں کہلتے ہیں نہایت آسان اور عام فرمادہ ہیں بیان کئے گئے ہیں اور مزید بیان آخر کتاب میں ان ماریوں کی بھی تفصیل اور شریح کی گئی ہے جو خاص مردوں ہی کو لاحق ہوا کرتی ہیں ان ماریوں کے بیان ہی یہ لکھا نہیں گیا ہے بلکہ ان ماریوں سے دفع ہونے کی تہذیب بھی جناب صاحب کے اقوال سے بتائی گئی ہیں اور ہر ایک مرض کے لیے خوب نسخہ بھی جو طبیعت اور ڈاکروں سے باوجود نوالہ اور صرف زرخیز کے ہاتھ نہ لگ سکیں لکھ دیے گئے ہیں غرضکہ کتاب مردوں کے لیے بہت ہی مفید ہے ہر ایک آدمی کے پاس ایک ایک نسخہ موجود رہنا ضروریات سے ہے	شامل جو رد و سلام کریاں ایسی کتاب ایک تیار نہیں ہوئی اس کتاب میں لکھا ہے بیانیہ کیا ہے قیمت ۲۰ سو اعطاء اشرفی صحیح عمدہ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ اس جہی کئی بار تصحیح کر کے چھاپا گیا ہے اس کے اول میں بھی نام اور آخرین میں ہر قسم کے واسطے موجود ہے قیمت ۲۰	مطبوعہ قلم ۱۳۲۳ھ اس مختصر سائے میں تمام اسلامی حقوق کو بیان کیا ہے قیمت ۲۰ سو اعطاء اشرفی صحیح عمدہ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ اس جہی کئی بار تصحیح کر کے چھاپا گیا ہے اس کے اول میں بھی نام اور آخرین میں ہر قسم کے واسطے موجود ہے قیمت ۲۰	شامل جو رد و سلام کریاں ایسی کتاب ایک تیار نہیں ہوئی اس کتاب میں لکھا ہے بیانیہ کیا ہے قیمت ۲۰ سو اعطاء اشرفی صحیح عمدہ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ اس جہی کئی بار تصحیح کر کے چھاپا گیا ہے اس کے اول میں بھی نام اور آخرین میں ہر قسم کے واسطے موجود ہے قیمت ۲۰	شامل جو رد و سلام کریاں ایسی کتاب ایک تیار نہیں ہوئی اس کتاب میں لکھا ہے بیانیہ کیا ہے قیمت ۲۰ سو اعطاء اشرفی صحیح عمدہ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ اس جہی کئی بار تصحیح کر کے چھاپا گیا ہے اس کے اول میں بھی نام اور آخرین میں ہر قسم کے واسطے موجود ہے قیمت ۲۰

ان کتابوں کے ملنے کا اصلی اور یورپیہ۔ مولانا محمد خنی تاجر کتب کا پڑھ چکا پور مکان نمبر ۶۳ سابق عربی مدرسہ جامع العلوم کانپور

نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت
عمرہ خوشنما مثل سہرا کاغذ	اور اصلاح کا بیان ہے جن کو	مندرچ ہیں۔	مندرچ ہیں۔	مندرچ ہیں۔
مفید قیمت ۵	نے اسکی نہ خریداجودہ ضرور	کیمیں البصیرین یعنی نو تریاؤ	کیمیں البصیرین یعنی نو تریاؤ	کیمیں البصیرین یعنی نو تریاؤ
ایضاً کاغذ گلابی قیمت ۶	خریدیں قیمت ۱۰	جدید سائنس والا اسلام	جدید سائنس والا اسلام	جدید سائنس والا اسلام
تفسیر البصیر الی المولیٰ المجلد	اصلاح اخیال بخیر اور	جسکو خود حضرت مولانا صاحب	جسکو خود حضرت مولانا صاحب	جسکو خود حضرت مولانا صاحب
یہ رسالہ قن تصوف میں بڑا	دہریہ خیالات کی اصلاح اور	نے ترمیم کیا قیمت ۳	نے ترمیم کیا قیمت ۳	نے ترمیم کیا قیمت ۳
اردو اپنا ہی نظریہ ہے	تردد میں عمرہ قیمت ۲	الاقتصاد۔ تقلید اور جہاد	الاقتصاد۔ تقلید اور جہاد	الاقتصاد۔ تقلید اور جہاد
اور ریح الاول ۲۲	اصلاح الرسوم مع قیمت تمام	کی بحث میں مثل قیمت ۲	کی بحث میں مثل قیمت ۲	کی بحث میں مثل قیمت ۲
نہایت کو مشورہ کر کے	ناجائز غیر مشروع رسوم کی	رہنما می مشورہ قیمت ۱	رہنما می مشورہ قیمت ۱	رہنما می مشورہ قیمت ۱
بہت مہیا پایا ہے کچھ	اصلاح و تردید قیمت ۲	جزاوالاعمال صحیح قیمت ۱	جزاوالاعمال صحیح قیمت ۱	جزاوالاعمال صحیح قیمت ۱
جلد میں باقی رہنے کی وجہ	مجموعہ رسائل مفیدہ۔ مہینوں	مکتوبات امدادیہ مع قیمت ۱	مکتوبات امدادیہ مع قیمت ۱	مکتوبات امدادیہ مع قیمت ۱
سے اس اطلاع کی ضرورت	حفظ الایمان۔ خاتمہ باخیر	کے جوہر ایک کے لئے قیمت	کے جوہر ایک کے لئے قیمت	کے جوہر ایک کے لئے قیمت
بھی گئی بہت جلد سنا گئے	دیگرہ شامل قیمت ۱	بن قیمت ۲	بن قیمت ۲	بن قیمت ۲
قیمت صرف ۱	مجموعہ علاج الخطیہ والو باطمان	کلیات امدادیہ قیمت ۸	کلیات امدادیہ قیمت ۸	کلیات امدادیہ قیمت ۸
بہشتی زیور کے دسوں بھی	ویژہ کے متعلق فتویٰ اور	آرف الموعظ حصہ اول	آرف الموعظ حصہ اول	آرف الموعظ حصہ اول
قیمت صرف ۱	مجموعہ دعاؤں کا بیان قیمت	چار وعظون کا مجموعہ قیمت	چار وعظون کا مجموعہ قیمت	چار وعظون کا مجموعہ قیمت
عورتوں کی تعلیم اور بچوں کی تربیت	مفصل الخطاب۔ غراب یعنی	آرف الموعظ حصہ دوم	آرف الموعظ حصہ دوم	آرف الموعظ حصہ دوم
اور تمام ضروری باتوں کے	کوسے کے مسلہ کا بیان	ایک جدید اور بہت بڑا	ایک جدید اور بہت بڑا	ایک جدید اور بہت بڑا
بیان میں مثل ہر ایسوجہ	معلم الدین قدیم کامل	دعوت برابر چار وعظون	دعوت برابر چار وعظون	دعوت برابر چار وعظون
چار پانچ مرتبہ کی کسی ہزار	تعلیم الطالب مع پانچ	کے قیمت صرف ۳	کے قیمت صرف ۳	کے قیمت صرف ۳
چھپ کر فروخت ہو چکی ہے	فارسی عربی۔ اردو و شجرون	سبق القابات زمان	سبق القابات زمان	سبق القابات زمان
اور مفصل لغت ہندی بھاری	کے مطبوعہ جدید قیمت صرف	عربی ربط آیات میں	عربی ربط آیات میں	عربی ربط آیات میں
چھاپی اور صحیح کی ہوئی تو بیہ	اختیار الزلزلہ۔	قیمت	قیمت	قیمت
اور بیہر لوگوں نے ضروری	الاستبصار۔	تبیط الطبع بزبان اردو	تبیط الطبع بزبان اردو	تبیط الطبع بزبان اردو
کی نظر سے دیکھ کر نہایت	کلمہ مشورہ حصہ اول	قیمت قرأت کا بیان ۲	قیمت قرأت کا بیان ۲	قیمت قرأت کا بیان ۲
شوق سے خریدا اور خریدنے	ایضاً حصہ دوم	صفائی معاملات مطبوعہ	صفائی معاملات مطبوعہ	صفائی معاملات مطبوعہ
میں آپ بھی دستا کر پڑی	ان دونوں حصوں میں	کا نثر قیمت صرف ۱	کا نثر قیمت صرف ۱	کا نثر قیمت صرف ۱
تحریر کی تصدیق کر سکتے ہیں۔	فتویٰ رومی کے دفتر اول	الخطاب الملیم و تحقیق ہدی	الخطاب الملیم و تحقیق ہدی	الخطاب الملیم و تحقیق ہدی
اقوال الصواب۔ اسمیں پڑے	کی اردو زبان میں نہایت	وسیع قیمت صرف ۱	وسیع قیمت صرف ۱	وسیع قیمت صرف ۱
مرد و مستورات شرف خاد کا	بے مثل شرح جو بیس قیمت	حق المساع توالی کی تحقیق	حق المساع توالی کی تحقیق	حق المساع توالی کی تحقیق
بیان قیمت صرف ۱	کے مسائل کو اس طرح سے	میں بے مثل ہے	میں بے مثل ہے	میں بے مثل ہے
اقوال البصیر۔ اس بیان	حل کیا ہے کہ ایک مہولی	اور اور حمانی	اور اور حمانی	اور اور حمانی
میں کہ جمعہ دیکھیں کہ نماز	استعداد کا آدی بھی سمجھ	فروع الایمان تقطیع کلام	فروع الایمان تقطیع کلام	فروع الایمان تقطیع کلام
کس جگہ جائز اور کس جگہ	سکتا ہے۔ جا بجا موقع	کاغذ چکنا دینر ۲	کاغذ چکنا دینر ۲	کاغذ چکنا دینر ۲
ناجائز قیمت ۲	بموقع جناب حاجی محمد امداد	ایضاً تقطیع خود زبیر طبع	ایضاً تقطیع خود زبیر طبع	ایضاً تقطیع خود زبیر طبع
اصلاح ترجمہ تزییر و دلویہ	صاحب ہاجر کی قدس سرہ	تجوید القرآن مع اضافہ	تجوید القرآن مع اضافہ	تجوید القرآن مع اضافہ
اسمیں ڈیڑھ تریاؤ امر دلوی	کے ملفوظات بھی اس میں	کاغذ ویز عمرہ ۱	کاغذ ویز عمرہ ۱	کاغذ ویز عمرہ ۱
کے ترجمہ قرآن کی غلطیوں				

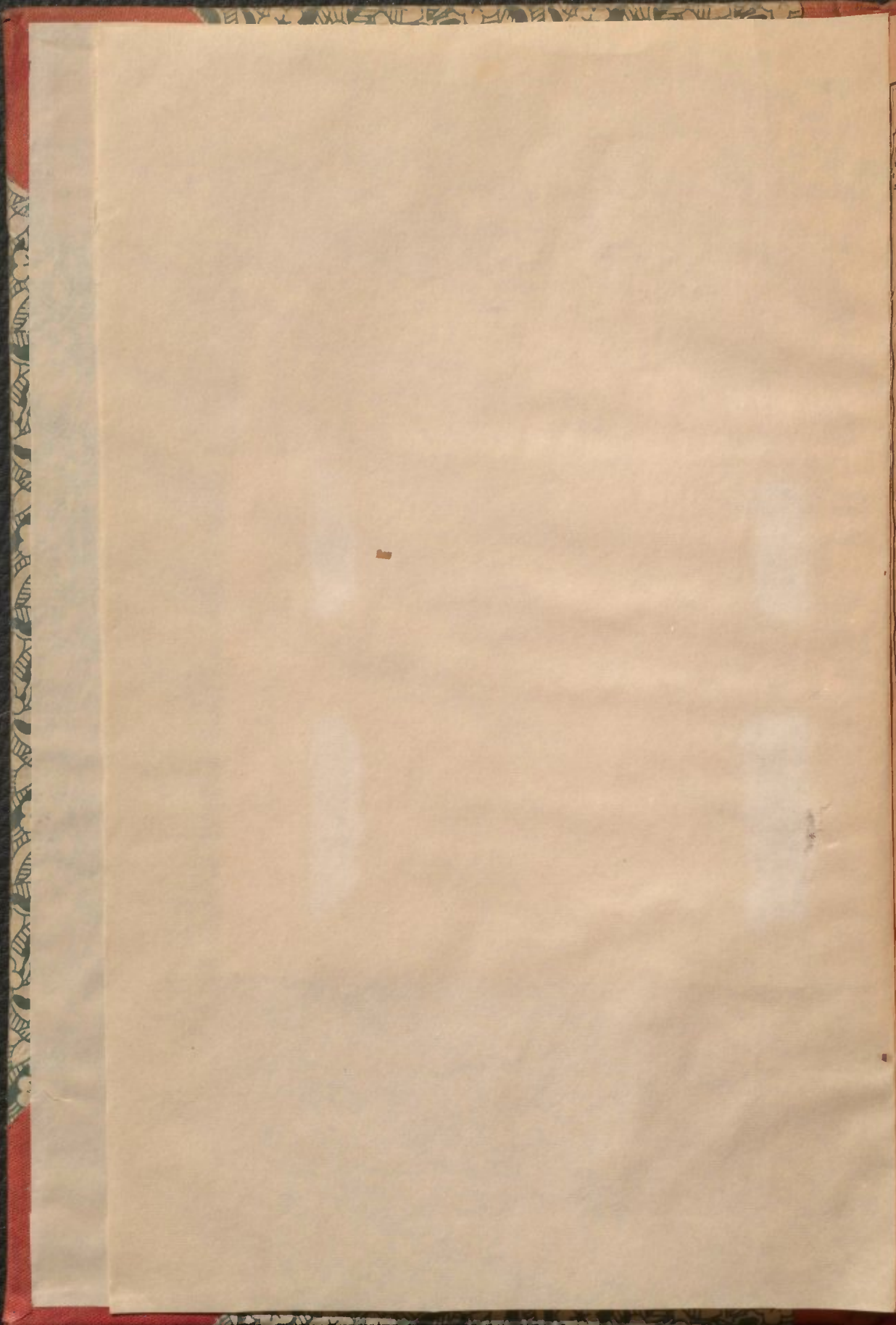
حضرت مولانا شاہ
 رشید احمد صاحب
 محدث گنگوہی
 قدس سرہ کی مفید

نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت				
۱۰۲	کامل قیمت	۱۰۱	چراغ ہدایت - منتخب اللغات	۱۰۰	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۱۰۱	شرح سکندر نامہ	۱۰۰	قیمت صرف	۹۹	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۱۰۰	علمائے کلکتہ	۹۹	برہان قاطع عمدہ	۹۸	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۹۹	شرح سکندر نامہ	۹۸	کشوری قیمت ہے	۹۷	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۹۸	اردو قیمت	۹۷	بہارِ کشوری	۹۶	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۹۷	سکندر نامہ بحری	۹۶	کریم اللغات مع اضافہ	۹۵	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۹۶	بہار دانش واضح	۹۵	قیمت صرف	۹۴	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۹۵	عیار دانش	۹۴	نفائس اللغات	۹۳	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۹۴	فکار دانش	۹۳	منتخب نفائس	۹۲	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۹۳	انوار سہیلی کشوری	۹۲	ترجمہ غیاث اللغات	۹۱	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۹۲	انوار سہیلی عمدہ کاغذ	۹۱	قیمت	۹۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۹۱	چلنا - صحیح قیمت	۹۰	الفاظ عزیزیت	۸۹	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۹۰	حدائق البلاغہ	۸۹	فرہنگ گلستان	۸۸	۹	۹	۹	۹
۸۹	آئینہ تواریخ - فن تاریخ گوئی	۸۸	فرہنگ بوستان	۸۷	۸	۸	۸	۸
۸۸	مین بے مثل ہے چند عمدہ	۸۷	فرہنگ زینیا	۸۶	۷	۷	۷	۷
۸۷	مین تاریخ نکالنے کا مادہ	۸۶	فرہنگ سکندر نامہ	۸۵	۶	۶	۶	۶
۸۶	حاصل ہو جاتا ہے قیمت	۸۵	اخلاق محسنی	۸۴	۵	۵	۵	۵
۸۵	قواعد اردو کامل ہر چیز	۸۴	اخلاق جلالی	۸۳	۴	۴	۴	۴
۸۴	حصہ قیمت	۸۳	اخلاق نامی	۸۲	۳	۳	۳	۳
۸۳	نیمہ نگارین حصول	۸۲	ترجمہ اخلاق جلالی	۸۱	۲	۲	۲	۲
۸۲	نظم پروین	۸۱	قیامت نامہ فارسی	۸۰	۱	۱	۱	۱
۸۱	فرہنگ پین خرو	۸۰	قیامت نامہ اردو	۷۹	۰	۰	۰	۰
۸۰	فرہنگ پین کلان	۷۹	قرۃ العظیمین ترجمہ اردو	۷۸				
۷۹	صحیفہ نگارین	۷۸	درۃ النعمین قیمت	۷۷				
۷۸	مکتب نامہ	۷۷	انوار الادلایا اردو ترجمہ	۷۶				
۷۷	سبادی الحساب حصہ	۷۶	تذکرۃ الادلیا	۷۵				
۷۶	اول قیمت	۷۵	جائس الاربار مع ترجمہ	۷۴				
۷۵	ایضاً حصہ دوم	۷۴	قیمت صرف	۷۳				
۷۴	ایضاً حصہ سوم	۷۳	کلیات مدادیہ	۷۲				
۷۳	نفات القرآن	۷۲	ارشاد رحمانی	۷۱				
۷۲	نفات المبتدی	۷۱	فیوض - حافی	۷۰				
۷۱	جامع اللغات	۷۰	مجموعہ خطب علمی	۶۹				
۷۰	غیاث اللغات	۶۹	مجموعہ خطب دوازده ماہی	۶۸				

اس کتاب کی (بہار) کی تصنیف و تالیف سے ہے (باضابطہ) سکریٹری لادری کی ہے کوئی صاحب قلم علی

محمد انعام اللہ
تاجر کتب
کانپور پیکا پور

مکمل ہو اسکو مسدود و جمعین اقم - محمد انعام اللہ تاجر کتب کانپور محلہ پیکا پور مکان نمبر ۶۳ سابق بونی مدرسین مع علوم کانپور



Author _____
Title _____

Thannay
Pakhnd

MGI

